وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ

بدر قادیان

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان کا تبلیغی، تعلیمی اور تربیتی ترجمان!

Regd. No. P/GDP-3 Registered With The Registrar Of News Papers For India At No. R. N. 61/57. Phone No. 39

پیشوایانِ مذاہب نمبر

بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں برمنارِ بلند تر محکم افتاد

(الہام حضرت مسیح موعودؑ)

"یہ اُصول نہایت پیارا اور امن بخش اور صُلح کاری کی بُنیاد ڈالنے والا اور اخلاقی حالتوں کو مدد دینے والا ہے کہ ہم اُن تمام نبیوں کو سچا سمجھ لیں جو دُنیا میں آئے۔ خواہ ہند میں ظاہر ہوئے یا فارس میں یا چین میں یا کسی اور مُلک میں اور خدا نے کروڑہا دلوں میں اُن کی عزت و عظمت بٹھا دی اور اُن کے مذہب کی جڑ قائم کر دی۔ اور کئی صدیوں تک وہ مذہب چلا آیا۔ یہی اُصول ہے جو قرآن نے ہمیں سکھلایا۔ اسی اُصول کے لحاظ سے ہم ہر ایک مذہب کے پیشوا کو جن کی سوانح اس تعریف کے نیچے آ گئی ہے عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔"

(تحفہ قیصریہ صفحہ، تصنیف مقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام)

ادارۂ تحریر

ایڈیٹر: خورشید احمد انور

نائب: جاوید اقبال اختر

اداریہ

پیشوایانِ مذاہب کی حفاظتِ ناموس کیلئے جماعت احمدیہ کی مخلصانہ جدّوجہد

اسلام چونکہ عملی اور اعتقادی ہر دو صورتوں میں انسانی مساوات کا علم بردار ہے اس لئے جہاں وہ رَبُّ الْعٰلَمِیْن خدا کا تصور پیش کرکے تمام بنی نوعِ انسان کو اسی خالق و مالکِ حقیقی کا کُنبہ قرار دیتا ہے وہاں وہ یہ بھی بتاتا ہے کہ سب جہاں کی رُوحانی ہدایت اور رہنمائی کا سرچشمہ بھی وہی ایک ذاتِ ستودہ صفات ہے جس نے ہر قوم و مُلک اور زمانے میں اپنے ہادی و رہنما بھیجے جو ایک ہی مقدس مشن کی تکمیل کے لئے اپنے اپنے وقت میں آتے رہے۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے:-

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا (نحل: ع۶) بے شک ہم نے ہر قوم میں اپنا رسول مبعوث کیا ہے۔

وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیْهَا نَذِیْرٌ (فاطر: ع۳) کوئی قوم ایسی نہیں جس میں ہمارا ڈرانے والا نہ آیا ہو۔

وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ (رعد: ع۱) ہم نے ہر قوم کے لئے اپنے ہادی اور راہنما بھیجے ہیں۔

اِن تمام آیاتِ قرآنی کا لُبِّ لُباب اور ماحصل یہ ہے کہ ربّ العالمین خدا نے جہاں ہر زمانہ میں بنی نوعِ انسان کی جسمانی پرورش اور تربیت کا انتظام کیا ہے وہاں اس نے ہر زمانے اور ہر قوم میں انسانوں کی رُوحانی پرورش اور تربیت کا بھی انتظام فرمایا ہے — پھر یہی نہیں کہ اسلام نے محض ایک تاریخی صداقت کے انکشاف پر ہی اکتفاء کیا ہو بلکہ اس حقیقت کے اظہار کے ساتھ ہی اس نے اپنے متبعین کو یہ تاکیدی نصیحت بھی فرمائی ہے کہ وہ ہمیشہ خدا تعالیٰ کی طرف سے وقتاً فوقتاً مبعوث ہونے والے ان تمام مذہبی پیشواؤں کے حقیقی احترام کو ملحوظ رکھیں اور ہر آن اس اقرار کے پابند رہیں کہ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ہم خدا تعالیٰ کے فرستادوں میں سے کسی ایک کی بھی تفریق نہیں کرتے — جملہ پیشوایانِ مذاہب کی عزّت و تکریم کے قیام کے لئے اسلام کا پیش کردہ یہ نظریہ ایک ایسی واضح اور بُنیادی صداقت کی حیثیت رکھتا ہے جس کی کسی اور جگہ مثال نہیں مل سکتی۔

ہمارا وطن بھارت کشمیر سے کنیاکماری اور کچھ سے آسام تک قریباً ۳۲ لاکھ کلومیٹر رقبہ میں پھیلا ہُوا ایک وسیع و عریض ملک ہے جسے دُنیا کے باقی تمام ممالک کے مقابلہ میں یہ خصوصیت بھی حاصل ہے کہ اس میں ہر مذہب و ملت اور قومیت کے لوگ آباد ہیں۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ رنگ و نسل اور عقائد و نظریات کی یہ رنگا رنگی ایک دلآویز گلدستہ کی شکل اختیار کرتی۔ اور ہمارا قومی اتحاد دُنیا والوں کے لئے ایک قابلِ رشک نمونہ کا حامل ہوتا۔ مگر افسوس کہ مختلف اقوام و ملل کے اس عظیم گہوارے میں آئے دن ایسے افسوسناک واقعات رُونما ہوتے رہتے ہیں جو ہمارے قومی اتحاد و یکجہتی کو پارہ پارہ کرکے اکثر جگ ہنسائی کا باعث بن جاتے ہیں۔ اندرونِ مُلک رُونما ہونے والے ان شرمناک واقعات کے پسِ پُشت زیادہ تر یہی ایک وجہ کارفرما دکھائی دیتی ہے کہ اوّلاً کسی ایک مذہب کا غلط کار پیرو دُوسرے کے قابلِ صد احترام رُوحانی پیشوا کی بے حُرمتی کرکے اس کے نازک مذہبی جذبات کو گزند پہنچاتا ہے۔ اس پر دوسرا بھی اس دِل آزاری کا جواب دِل آزاری کے کلمات سے دیتا ہے۔ اور یوں مذہبی مباحثات کی آڑ میں ایک دُوسرے پر کیچڑ اُچھالنے کا ایک طویل سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ جو اکثر و بیشتر ہولناک اور بھیانک فرقہ دارانہ فسادات پر مُنتج ہوتا ہے۔

یہ تشویشناک صورتِ حال اس وقت تک اصلاح پذیر نہیں ہو سکتی جب تک کہ تمام مذاہب کے پیرو اپنے اندر ایک دُوسرے کے نازک مذہبی جذبات اور مقدس رُوحانی پیشواؤں کے احترام کا حقیقی احساس پیدا نہ کریں۔ اس اہم مقصد کے حصُول کے لئے جماعتِ احمدیہ شروع سے ہی مختلف صُورتوں میں مخلصانہ جدّوجہد کرتی آرہی ہے۔ چنانچہ مقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے اپنے اوائل زمانہ میں ہی برطانوی حکومت کو اس افسوسناک صُورتِ حال کے سدِّباب کے لئے نہ صرف خاص طور پر توجہ دلائی بلکہ اس سلسلہ میں اپنی طرف سے متعدد مفید تجاویز بھی رکھیں۔ پھر ۱۹۲۹ء میں اسی نوع کی دلخراش اور اشتعال انگیز باتوں کی بناء پر رُونما ہونے والے ایک انتہائی تکلیف دہ سانحہ پر جماعتِ احمدیہ کے امام سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ عنہ نے بھی حکومت کو دوبارہ اِس طرف توجہ دلائی کہ جب تک مذہبی پیشواؤں کے خلاف ہونے والی اشتعال انگیزیوں کو ایک پختہ اور واضح قانون کے ساتھ روکا نہیں جائے گا اس وقت تک اس قسم کے واقعات رُونما ہوتے رہیں گے۔ یہی سوال آپ نے لنڈن میں مقیم جماعتِ احمدیہ کے مبلّغ کے ذریعہ برطانوی پارلیمنٹ اور پریس میں بھی اُٹھایا۔ جس کے نتیجہ میں حکومت کو تعزیراتِ ہند میں، ایک نئی دفعہ ایزاد کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔

اسی سلسلہ میں آپؓ نے ایک اور اہم اور بڑا قدم یہ اُٹھایا کہ اپریل ۱۹۳۹ء کی مجلسِ مشاورت میں آئندہ کے لئے جملہ پیشوایانِ مذاہب کی سیرت و سوانح اور ان کی پاکیزہ تعلیمات بیان کرنے کے لئے سال میں ایک دِن مقرّر فرمایا۔ اور اپنی جماعت کو ہدایت فرمائی کہ اس دن بلا امتیاز مذہب و ملت تمام لوگوں کو اس غرض سے مدعو کیا جائے کہ وہ اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں اور بانیٔ مذہب کے حالات بیان کریں۔ چنانچہ اُس وقت سے جماعتِ احمدیہ کے زیرِ اہتمام ہر سال باقاعدگی کے ساتھ ملک کے مختلف مقامات پر یومِ پیشوایانِ مذاہب کے سلسلہ میں عظیم الشان جلسوں کا انعقاد عمل میں آرہا ہے۔ جس کے نتیجہ میں بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ ہو کر بین المذاہب اتحاد و یک جہتی کی فضا ہموار ہو رہی ہے۔ ضرورت اِس امر کی ہے کہ امام جماعتِ احمدیہ سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جاری فرمودہ اِس بابرکت تحریک کو مزید وسعت دی جائے۔ تاکہ وطنِ عزیز حقیقی معنوں میں امن و آشتی کا گہوارہ بن سکے۔ اس عظیم مقصد کے حصُول کے لئے ہمیں اپنے تمام ہم وطنوں کا بھرپُور مخلصانہ تعاون درکار ہے۔

(خورشید احمد انور)

ہفت روزہ بدر قادیان

پیشوایانِ مذاہب نمبر

(بابت)

۲۲ رجمادی الثانی ۱۴۰۳ ہجری

(بمطابق)

۷ رشہادت ۱۳۶۲ ہش

۷ راپریل ۱۹۸۳ عیسوی

جلد: ۳۲	شمارہ: ۱۴

شرحِ چندہ

سالانہ —— ۲۶ روپے

ششماہی —— ۱۳ روپے

ممالکِ غیر بذریعہ بحری ڈاک —— ۷۵ روپے

فی پرچہ —— ۶۰ پیسے

اشاعتِ خصوصی —— ایک روپیہ ۲۵ پیسے

اخبارِ احمدیہ

قادیان: ۴ رشہادت (اپریل)۔ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارے میں ہفتہ زیرِ اشاعت کے دَوران ربوہ سے تشریف لانے والے بعض مہمانانِ کرام کی زبانی معلوم ہُوا ہے کہ "حضور کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے اور یہ کہ حضور پُرنور مہماتِ دینیہ کے سر کرنے کے لئے ہمہ تن معروفِ عمل ہیں"۔ الحمد للہ۔ احباب کرام پوری توجہ اور التزام کے ساتھ دُعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے جان و دِل سے محبوب آقا کا ہر آن حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

● مقامی طور پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعتِ احمدیہ قادیان مع محترمہ سیدہ بیگم صاحبہ و جملہ درویشانِ کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

محترم حافظ صالح محمد الٰہ دین صاحب کے عہدہ میں ترقی

محترم ڈاکٹر حافظ صالح محمد الٰہ دین صاحب نے اطلاع دی ہے کہ بفضلہ تعالیٰ موصوف کو عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد کے شعبہ ہیئت کا صدر نیز نظامیہ آبزرویٹری اور رنگاپور آبزرویٹری کا ڈائرکٹر مقرر کیا گیا ہے۔ الحمد للہ۔ احباب سے دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کو اپنی یہ نئی اور اہم ذمہ داریاں احسن رنگ میں ادا کرنے کی توفیق دے اور ان کا یہ تقرر خود اُن کے اور جماعت کے لئے ہر جہت سے بابرکت ہو۔ آمین۔

خاکسار: مرزا وسیم احمد

امیر جماعتِ احمدیہ قادیان

ملفوظات

چھوٹے چھوٹے مذہبی اختلاف باہمی صلح کے مانع نہیں ہو سکتے

بلکہ

وہی اختلاف صلح کا مانع ہوگا جس میں کسی نبی یا الہامی کتاب پر حملہ کیا جائے

اہلِ وطن کے نام مقدس بانیٔ سلسلۂ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا امن بخش روحانی پیغام

"خدا تعالیٰ نے قرآن شریف کو اسی آیت سے شروع کیا کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اور جابجا اس نے قرآن شریف میں صاف صاف بتلا دیا ہے کہ یہ بات صحیح نہیں ہے کہ کسی خاص قوم یا خاص ملک میں خدا کے نبی آتے رہتے ہیں۔ بلکہ خدا نے کسی قوم اور کسی ملک کو فراموش نہیں کیا۔ اور قرآن شریف میں طرح طرح کی مثالوں میں بتلایا گیا ہے کہ جیسا کہ خدا ہر ایک ملک کے باشندوں کے لئے ان کے مناسب حال اُن کی جسمانی تربیت کرتا آیا ہے ایسا ہی اُس نے ہر ایک ملک اور ہر ایک قوم کو روحانی تربیت سے بھی فیضیاب کیا ہے۔ جیسا کہ وہ قرآن شریف میں ایک جگہ فرماتا ہے۔ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ۔ یعنی کوئی ایسی قوم نہیں جس میں نبی یا رسول نہیں بھیجا گیا۔

سو یہ بات بغیر کسی بحث کے قبول کرنے کے لائق ہے کہ وہ سچا اور کامل خدا جس پر ایمان لانا ہر ایک بندہ کا فرض ہے وہ رب العالمین ہے اور اس کی ربوبیت کسی خاص قوم تک محدود نہیں۔ اور نہ کسی خاص زمانہ تک اور نہ کسی خاص ملک تک۔ بلکہ وہ سب قوموں کا رب ہے۔ اور تمام زمانوں کا رب ہے اور تمام مکانوں کا رب ہے۔ اور تمام ملکوں کا وہی رب ہے۔ اور تمام فیضوں کا وہی سرچشمہ ہے۔ اور ہر ایک جسمانی اور روحانی طاقت اُسی سے ہے۔ اور اُسی سے تمام موجودات پرورش پاتی ہیں۔ اور ہر ایک وجود کا وہی سہارا ہے۔

خدا کا فیض عام ہے جو تمام قوموں اور تمام ملکوں اور تمام زمانوں پر محیط ہو رہا ہے۔ یہ اس لئے ہوا کہ تا کسی قوم کو شکایت کرنے کا موقعہ نہ ملے۔ اور یہ نہ کہیں کہ خدا نے فلاں فلاں قوم پر احسان کیا مگر ہم پر نہ کیا۔ یا فلاں قوم کو اس کی طرف سے کتاب ملی تا وہ اس سے ہدایت پاوے مگر ہم کو نہ ملی۔ یا فلاں زمانہ میں وہ اپنی وحی اور الہام اور معجزات کے ساتھ ظاہر ہوا مگر ہمارے زمانہ میں مخفی رہا۔ پس اس نے عام فیض دکھلا کر ان تمام اعتراضات کو دور کر دیا۔ اور اپنے ایسے وسیع اخلاق دکھلائے کہ کسی قوم کو اپنے جسمانی اور روحانی فیضوں سے محروم نہیں رکھا۔ اور نہ کسی زمانہ کو بے نصیب ٹھہرایا۔

پس جبکہ ہمارے خدا کے یہ اخلاق ہیں تو ہمیں بھی مناسب ہے کہ ہم بھی انہیں اخلاق کی پیروی کریں۔

.... یہ بات کسی پر پوشیدہ نہیں کہ اتفاق ایک ایسی چیز ہے کہ وہ بلائیں جو کسی طرح دور نہیں ہو سکتیں اور وہ مشکلات جو کسی تدبیر سے حل نہیں ہو سکتیں وہ اتفاق سے حل ہو جاتی ہیں۔ پس ایک عقلمند سے بعید ہے کہ اتفاق کی برکتوں سے اپنے تئیں محروم رکھے۔ ہندو اور مسلمان اس ملک میں دو ایسی قومیں ہیں کہ یہ ایک خیال محال ہے کہ کسی وقت مثلاً ہندو جمع ہو کر مسلمانوں کو اس ملک سے باہر نکال دیں گے۔ یا مسلمان اکٹھے ہو کر ہندوؤں کو جلاوطن کر دیں گے۔ بلکہ اب تو ہندو مسلمانوں کا باہم چولی دامن کا ساتھ ہو رہا ہے۔ اگر ایک پر کوئی تباہی آوے تو دوسرا بھی اس میں شریک ہو جائے گا۔ اور اگر ایک قوم دوسری قوم کو محض اپنے نفسانی تکبر اور نخوت سے حقیر کرنا چاہے گی تو وہ بھی داغ حقارت سے نہیں بچے گی۔ اور اگر کوئی اُن میں سے اپنے پڑوسی کی ہمدردی میں قاصر رہے گا تو اس کا نقصان وہ آپ بھی اُٹھائے گا۔ جو شخص تم دونوں قوموں میں سے دوسری قوم کی تباہی کی فکر میں ہے اُس کی اُس شخص کی مثال ہے کہ جو ایک شاخ پر بیٹھ کر اُسی کو کاٹتا ہے۔ آپ لوگ بفضلہ تعالیٰ تعلیم یافتہ بھی ہو گئے اب کینوں کو چھوڑ کر محبت میں ترقی کرنا زیبا ہے۔ اور بے مہری کو چھوڑ کر ہمدردی اختیار کرنا آپ کی عقلمندی کے مناسب حال ہے۔ دنیا کی مشکلات بھی ایک ریگستان کا سفر ہے کہ جو عین گرمی اور تمازت آفتاب کے وقت کیا جاتا ہے پس اس دشوار گزار راہ کیلئے باہمی اتفاق کے اُس سرد پانی کی ضرورت ہے جو اس جلتی ہوئی آگ کو ٹھنڈی کر دے۔ اور نیز پیاس کے وقت مرنے سے بچا دے۔

ایسے نازک وقت میں یہ راقم آپ کو صلح کیلئے بلاتا ہے، جبکہ دونوں کو صلح کی بہت ضرورت ہے۔ دنیا پر طرح طرح کے ابتلاء نازل ہو رہے ہیں۔ زلزلے آ رہے ہیں۔ قحط پڑ رہا ہے۔ اور طاعون نے بھی ابھی پیچھا نہیں چھوڑا۔ اور جو کچھ خدا نے مجھے خبر دی ہے وہ یہی ہے کہ اگر دنیا اپنی بدعملی سے باز نہیں آئے گی اور برے کاموں سے توبہ نہیں کرے گی تو دنیا پر سخت سخت بلائیں آئیں گی۔ اور ایک بلا ابھی ختم نہیں کرے گی کہ دوسری بلا ظاہر ہو جائے گی۔ آخر انسان نہایت تنگ ہو جائیں گے کہ یہ کیا ہونے والا ہے۔ اور بہتیری مصیبتوں کے بیچ میں آ کر دیوانوں کی طرح ہو جائیں گے۔ سو اے ہم وطن بھائیو! قبل اس کے کہ وہ دن آویں ہوشیار ہو جاؤ۔ اور چاہیئے کہ ہندو مسلمان باہم صلح کر لیں۔ اور جس قوم میں کوئی زیادتی ہے جو وہ صلح میں مانع ہو اس زیادتی کو وہ قوم چھوڑ دے۔ ورنہ باہم عداوت کا تمام گناہ اس قوم کی گردن پر ہوگا۔

اگر کوئی کہے کہ یہ کیونکر وقوع میں آ سکتا ہے کہ صلح ہو جائے حالانکہ باہم مذہبی اختلاف صلح کے لئے ایک ایسا امر مانع ہے جو دن بدن دلوں میں پھوٹ ڈالتا جاتا ہے۔

مَیں اس کے جواب میں یہ کہوں گا کہ درحقیقت مذہبی اختلاف صرف اُس اختلاف کا نام ہے جس کی دونوں طرف عقل اور انصاف اور امورِ مشہودہ پر بنا ہو۔ ورنہ انسان کو اسی بات کے لئے تو عقل دی گئی ہے کہ وہ ایسا پہلو اختیار کرے جو عقل اور انصاف سے بعید نہ ہو اور امور محسوسہ مشہودہ کے مخالف نہ ہو۔ اور چھوٹے چھوٹے اختلاف صلح کے مانع نہیں ہو سکتے۔ بلکہ وہی اختلاف صلح کا مانع ہوگا جس میں کسی کے مقبول پیغمبر اور مقبول الہامی کتاب پر توہین اور تکذیب کے ساتھ حملہ کیا جائے۔

ماسوا اس کے ہمیں پرمیشر کا شکر کرنے کے لئے یہ ایک خوشی کا مقام ہے کہ جس قدر اسلام میں تعلیم پائی جاتی ہے وہ تعلیم ویدک تعلیم کی کسی نہ کسی شاخ میں موجود ہے۔ مثلاً اگرچہ نوخیز مذہب آریہ سماج کا یہ اصول رکھتا ہے کہ ویدوں کے بعد الہام الٰہی پر مہر لگ گئی ہے مگر جو ہندو مذہب میں وقتاً فوقتاً اوتار پیدا ہوتے رہے ہیں جن کے تابع کروڑہا لوگ اسی ملک میں پائے جاتے ہیں۔ انہوں نے اس مہر کو اپنے دعوائے الہام سے توڑ دیا ہے۔ جیسا کہ ایک بزرگ اوتار جو اس ملک اور نیز بنگالہ میں بڑی بزرگی اور عظمت کے ساتھ مانے جاتے ہیں جن کا نام **سری کرشن** ہے۔ وہ اپنے ملہم ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اور ان کے پیرو نہ صرف اُن کو ملہم بلکہ پرمیشر کر کے مانتے ہیں۔ مگر اس میں شک نہیں کہ سری کرشن اپنے وقت کا نبی اور اوتار تھا۔ اور خدا اُس سے ہمکلام ہوتا تھا۔

ایسا ہی اس آخری زمانہ میں ہندو صاحبوں کی قوم میں سے **بابا نانک صاحب** ہیں جن کی بزرگی کی شہرت اس تمام ملک میں زبان زد عام ہے۔ اور جن کی پیروی کرنے والی اس ملک میں وہ قوم ہے جو سکھ کہلاتے ہیں جو بیس لاکھ سے کم نہیں ہیں۔ باوا صاحب اپنی جنم ساکھیوں اور گرنتھ میں کھلے کھلے طور پر الہام کا دعوے کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ ایک جگہ وہ اپنی ایک جنم ساکھی میں لکھتے ہیں کہ مجھے خدا کی طرف سے الہام ہوا ہے کہ دینِ اسلام سچا ہے اسی بناء پر انہوں نے حج بھی کیا۔ اور تمام اسلامی عقائد کی پابندی

—— (باقی صفحہ ۸ پر) ——

پیشوایانِ مذاہب کی عظمت اور جلالتِ شان

منظوم کلام مقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہر رسولے آفتابِ صدق بود | ہر رسولے بود مہرِ انورے

ہر رسول سچائی کا سورج اور نہایت روشن آفتاب تھا۔

ہر رسولے بود ظلّ دیں پناہ | ہر رسولے بود باغِ مثمرے

ہر رسول دین کو پناہ دینے والا سایہ اور پھل دار باغ تھا۔

گر بدنیا نامدے ایں پاکاں | کارِ دیں ماندے سراسر ابترے

اگر یہ پاک جماعت دنیا میں نہ آتی تو دین کا کام بالکل ابتر رہ جاتا۔

آں ہمہ از یک صدف صد گوہر اند | متحد در ذات و اصل و گوہرے

وہ سب ایک سیپی کے سو موتی ہیں جو ذات، اصل اور چمک میں یکساں ہیں۔

اولیں آدم آخریں احمد است | اے خنک آنکس کہ بیند آخرے

اُن میں پہلا آدم اور آخری احمد ہے۔ مبارک وہ جس نے آخری کو دیکھا۔

بانئ اسلام حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم

انسانیت اور اتحادِ اقوامِ عالم کے علمبردار

از مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

بانئ اسلام حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک تاریخی انسان ہیں۔ آپؐ کی پیدائش سے لیکر وفات تک کے تمام حالات مکمل اور صحیح رنگ میں ہم تک پہنچے ہیں۔ آپؐ کے اقوال و افعال ایسے یقینی طور پر محفوظ ہیں کہ تاریخِ عالم ایسے کسی شخص کو پیش کرنے سے قاصر ہے جس کی زندگی کا ایک ایک لمحہ جس کے اخلاق کا ہر ایک پہلو اور جس کی کامل و جامع تعلیم کا مجموعہ ایسے محفوظ رہا ہو جیسے آنحضرت صلعم کا۔ گویا آپؐ کی زندگی ایک کھلی کتاب ہے جس میں آپؐ کی پیاری مقدس اور دلآویز اور دلربا شخصیت نہایت ہی منور و درخشاں نظر آرہی ہے۔ ۵۷۰ء میں سرزمینِ مکہ میں آپؐ کی پیدائش ہوئی۔ جس ماحول میں آپؐ نے ہوش سنبھالی اور پروان چڑھے اُس وقت دُنیا کے ہر خطہ میں اخلاقی گراوٹ آچکی تھی۔ عیسائیت بھی بگڑ چکی تھی اور ہندوستان میں بھی بُت پرستی اور صدہا قسم کی مخلوق پرستی، نسل اور ذات پات کے امتیازات اور چھوت چھات زوروں پر تھی۔ اس عالمگیر بگاڑ کا نقشہ قرآن مجید نے یوں کھینچا ہے: ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (روم: ۴۲) یعنی خشکی اور تری میں ہر جگہ فساد پیدا ہوگیا۔ اُجڈ اور غیر مہذب اقوام کا تو ذکر ہی کیا، اُس وقت کی مہذب اقوام بھی دینی، اخلاقی اور روحانی تنزل میں اپنی انتہا کو پہنچ چکی تھیں۔ جیساکہ مسٹر جے۔ ایچ ڈینسن نے اپنی کتاب "Emotion as the Basic of civilization" میں لکھا۔

"پانچویں اور چھٹی صدی میں مہذب دُنیا فنا کی سرحد پر کھڑی تھی"

خصوصًا ملکِ عرب جہاں بانئ اسلام صلعم کا ظہور ہوا وہاں کے باشندے انتہائی اُجڈ، جاہل اور خونخوار تھے۔ شراب نوشی، قمار بازی، ظلم و تعدی، دھوکہ و فریب، شرک و بُت پرستی غرضیکہ دنیا کی ہر برائی میں وہ مبتلا تھے لیکن چونکہ آپؐ کی طبیعت میں ابدی سعادت اور نبوت کا نور مخفی تھا اس لئے آپؐ کبھی ان برائیوں سے متاثر نہ ہوئے بلکہ غیر معمولی طور پر آپ پاکیزگی اور پارسائی کا بے مثال نمونہ تھے۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفےٰ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کہ آپؐ کی عمر چالیس سال کی تھی اصلاحِ خَلق اور ہدایتِ عالَم کے لئے مامور فرمایا۔ آپؐ کی مقدس ذات کے بارے میں سناتن دھرم کی مشہور مستند الہامی کتاب بھوشیہ پُران میں مہرشی وید ویاس جی نے پیشگوئی کی تھی کہ:-

"جب دُنیا میں اَدھرم پھیل جائے گا اور راکھشس لوگ دیوتاؤں کو دُکھ دیں گے اور اُن کی تپسیا کو خراب کریں گے اور اُن کے یگیوں میں وِگھن ڈالیں گے۔ تب پرماتما ایک اچاریہ مہامد (محمد) نام سے پرسدھ کو دُنیا میں بھیجے گا۔ جوکہ آکر اُن کے یگیوں کو سمپورن کرے گا"

(بھوشیہ پُران پرب ۳ کھنڈ ۳ ادھیائے ۳ شلوک ۵)

اِسی طرح بائیبل میں بھی اس عظیم الشان صاحبِ شریعت رسُول کی بشارت دی گئی ہے چنانچہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام خُدا تعالیٰ کے حکم سے کوہِ طور پر گئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا:-

"مَیں اُن کے لئے اُن کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے مُنہ میں ڈالوں گا۔ اور جو کچھ مَیں اُسے فرماؤں گا وہ سب اُن سے کہے گا۔ اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لیکر کہے گا، نہ سُنے گا تو مَیں اس کا حساب اس سے لوں گا"

(استثناء باب ۱۸ آیت ۱۸-۱۹)

جب آپؐ نے شرک و بُت پرستی کے خلاف آواز اُٹھائی اور دُنیا کو سچی اور حقیقی توحید کی دعوت دی تو آپؐ کے قبیلہ نے بھی اور سارے ملکِ عرب نے بھی سُنتِ انبیاء کے مطابق آپؐ کی شدید مخالفت کی۔ اور آپؐ کو اور آپؐ کے پیروکاروں کو ہر طرح کی اذیتیں پہنچائیں۔ لیکن آپؐ ایک عظیم چٹان کی طرح اپنے مشن پر قائم رہے۔ اور ہر قسم کا دُکھ اٹھا کر بھی خدا کا پیغام پہنچایا۔ اسی طرح آپؐ کے مقدس صحابہؓ نے بھی ہر طرح کی قربانی دے کر شجرِ اسلام کی پرورش کی۔ جس کے لئے انہیں اپنے بیوی بچوں کو چھوڑنا پڑا۔ گھر بار اور جائیدادیں لٹا دینی پڑیں۔ وطن سے بے وطن ہونا پڑا۔ لیکن ان کے پائے استقلال میں ذرہ بھر لغزش نہ آئی۔ حتیٰ کہ تیرہ سال تک مکہ میں انتہائی مظلومی کی حالت میں گزارنے کے بعد جب مدینہ کی طرف آپؐ اور آپؐ کے صحابہؓ ہجرت کر گئے تب بھی مخالفین نے آپؐ کا پیچھا نہ چھوڑا۔ اور تلوار کے زور سے اسلام کو مٹانا چاہا۔ تب خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کو بھی خود حفاظتی، قیامِ امن اور آزادئ ضمیر کے حق کی خاطر اُن کے خلاف تلوار اُٹھانے کی اجازت دی۔ آپؐ نے مُٹھی بھر مسلمانوں کے ساتھ اُن ظالموں کا مقابلہ کیا اور حق و صداقت کے نُور اور خُدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کے طُفیل باوجود انتہائی بے سروسامانی اور قلتِ تعداد کے خُدا نے آپؐ کو کامیاب و کامران کیا۔ حتیٰ کہ ہجرت کے صرف آٹھ سال بعد مکہ نے آپؐ کے لئے اپنے دروازے کھول دیئے۔ اُس وقت آپؐ چاہتے تو ایک فاتح کی حیثیت سے تمام اہلِ مکہ اور اُن کے رؤسا کو تہِ تیغ کر سکتے تھے۔ اور اپنے سنگین انسانیت سوز جُرم کی وجہ سے وہ لوگ اس سلوک کے مستحق بھی تھے۔ مگر آپؐ نے رحمۃ للعالمین ہونے کی وجہ سے خُدائی رحمت کا ثبوت اس طرح دیا کہ اپنے بے گناہ صحابہؓ کے قاتلین سے فرمایا کہ جاؤ! مَیں تم سب کو معاف کرتا ہوں۔ عفو و درگزر کی ایسی نظیر نسلِ انسانی کی تاریخ میں عنقا ہے۔

جبر و استبداد کے بادل جب چھٹ گئے۔ ظلم و تعصب کی تیز و تند آندھیاں تھم گئیں اور لوگوں کو اطمینان و سکون اور امن و امان کے ساتھ سنجیدگی سے اسلام کی حسین اور دلکش تعلیم کے مشاہدہ و مطالعہ کا موقع میسر آیا تو اُن پر ایسا [illegible] اثر ہوا کہ [illegible] میں انہوں نے [illegible]۔ چنانچہ جب ۶۳۲ء میں بانئ اسلام [illegible] وفات ہوئی تو اس وقت سارا ملکِ عرب حلقہ بگوشِ اسلام ہو چکا تھا۔ بانئ اسلام صلعم کی یہ کامیابی بھی نہایت عظیم الشان اور تاریخِ عالم میں بے نظیر ہے کہ آپؐ کی توجہ، قدسی اور روحانی جذب و اثر کے تحت عرب کے وحشی لوگ اعلیٰ درجہ کے انسان بلکہ باخدا اور خدا نما انسان بن گئے۔ وہ قوم جو جاہل اور اُجڈ تھی علم و فضل میں ایسی باکمال ظاہر ہوئی کہ ساری دنیا کی استاد بن گئی۔ سیاسی لحاظ سے بھی [illegible] عالم پر چھا گئے۔ حتیٰ کہ آج [illegible] اسلام ہی کے [illegible] اکتسابِ علم و فن کیا۔ اور یورپ کے تمام غیر متعصب مؤرخ اس بات کے معترف ہیں کہ ہماری بیداری کا بڑا باعث مسلمان ہوئے ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ مرورِ زمانہ اور خدائی نوشتوں کے مطابق مسلمانوں نے اسلام کی تعلیم کو پسِ پشت ڈال دیا جس کے نتیجہ میں نہ صرف یہ کہ وہ خود ذلت و ادبار کا شکار ہو گئے بلکہ اسلام کا چہرہ بھی انہوں نے داغدار کر دیا۔ چنانچہ اسلام کی حسین و دلکش تعلیم سے ناواقف اور حضرت رسُول اکرم صلعم کی پاکیزہ ذاتِ گرامی سے بیگانہ ہونے کی وجہ سے لوگوں نے اسلام اور بانئ اسلام صلعم کی ذات کو بے جا اعتراضات کا نشانہ بنادیا۔ ورنہ جو شخص حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کے محاسن سے آگاہ ہوگا تو بجائے اعتراض اور نفرت کے اُس کے دل میں الفت و محبت بلکہ عشق کے جذبات اُبھریں گے کیونکہ آنحضرت صلعم حقیقی انسانیت کے علمبردار۔ تمام اقوامِ عالم کے ہمدرد اور ہر ایک کے جذبات کا احترام کرنے والے تھے۔

عالمگیر رسُولؐ

سب سے پہلے یہ امر ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ بانئ اسلام صلعم سے پہلے جس قدر انبیاء و مرسلین اور اوتار مبعوث ہوتے رہے وہ سب خاص خاص قوموں اور خاص خاص مُلکوں کے لئے ہی تھے۔ کسی کا بھی مشن عالمگیر نہیں تھا۔ اور نہ ہی کسی نے اپنے پیغام کے عالمگیر ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ لیکن محمد عربی صلعم کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ آپؐ کا پیغام صرف قریش یا اہلِ مکہ یا اہلِ عرب کے لئے ہی مخصوص نہیں تھا بلکہ ساری دُنیا اور دُنیا کی تمام اقوام کے لئے تھا۔ جیساکہ خود آپؐ کا دعویٰ ہے کہ:-

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا (اعراف: ۱۵۹) یعنی اَے بنی نوعِ انسان! مَیں تم سب کی طرف رسُول بن کر آیا ہوں۔ اس لحاظ سے آپؐ نے تمام اقوامِ عالم کو ایک مرکز پر جمع کر کے اُن میں اتحادِ فکر و عمل پیدا کرنے کی دعوت دی ہے۔

توحید کا سبق

اتحادِ اقوام اور اتحادِ فکر و نظر کے لئے ضروری ہے کہ کامل اور حقیقی توحید کو اپنایا جائے۔ کیونکہ جب سب کا خالق و مالک، رازق و ہادی رب ایک ہی ہے تو کم از کم اس ایک اصل اور قدرِ مشترک کے تحت ہی باوجود اختلافِ عقائد کے اقوامِ عالم ایک پلیٹ فارم پر آسکتی ہیں۔ اسی لئے بانئ اسلام نے سب سے زیادہ توحیدِ باری تعالیٰ پر زور دیا ہے۔ اور یہ نعرہ بلند فرمایا کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اللہ ایک ہی ہے۔ لَا شَرِیْکَ لَہٗ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس کا کوئی ہمسر و ثانی نہیں۔ موجودہ دور میں علم کی روشنی کے سبب ہر قوم ہی شرک کو بُرا سمجھتی ہے۔ لیکن دراصل یہ ذہنی اور اعتقادی انقلاب اسلامی نظریۂ توحید کا مرہونِ منت ہے۔ چنانچہ اسی نظریہ کے تحت بانئ اسلام

نے اقوامِ عالم کو دعوتِ اتحاد ان الفاظ میں دی کہ یٰاَھْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا ..... الآیہ (آل عمران: ۶۵) یعنی اے اہلِ کتاب! آؤ ہم سب اس ایک بات پر متحد ہو جائیں کہ خدا کے سوا ہم کسی کی عبادت نہیں کریں گے اور نہ ہی اس کا کسی کو شریک قرار دیں گے ــــ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہمارے بہت سے اختلافات ختم ہو جائیں گے۔ ایکدوسرے کی منافرت بہت حد تک کم ہو جائے گی بلکہ ختم ہو جائیگی۔ اُسی طرح جس طرح ایک باپ کے کئی بیٹوں میں غلط فہمی اور نادانی کی وجہ سے اختلاف پیدا ہو جائے۔ لیکن بعد میں جب انہیں اپنی غلط فہمی کا احساس ہو جائے تو پھر احساسِ ندامت کے ساتھ اُن کے پیار کا رشتہ مزید مضبوط تر ہو جاتا ہے۔

اس کے ساتھ ہی آپؐ نے اللہ تعالیٰ کی ذات کا جو اسلامی تصور دُنیا کے سامنے پیش کیا وہ ربّ العالمین ہے یعنی وہ صرف مُسلمانوں کا ربّ نہیں۔ وہ صرف ہندوؤں یا عیسائیوں یا بُدھوں کا خدا نہیں بلکہ سب اقوام کا اور سارے جہانوں کا ربّ ہے حتیٰ کہ جو خدا کے وجود کا منکر ہے اس کی بھی وہ پرورش کر رہا ہے۔ اس طرح وسعتِ قلب و نظر پیدا کی۔ پس توحید کا نظریہ اور خدا کے ربّ العالمین ہونے کا تصور اتحادِ اُمم کے لئے ایک بُنیادی اور کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔

آزادئ ضمیر

آزادئ ضمیر ہر انسان کا بنیادی پیدائشی اور فطری حق ہے۔ موجودہ دَور میں برسہا برس کے تجارب کے بعد یو۔ این۔ او نے ۱۰ دسمبر ۱۹۴۸ء کو جو منشورِ حقوقِ انسانی "HUMAN RIGHTS CHARTER" منظور کیا ہے اس کے ضابطہ ۱۸ میں بھی انسان کے اس حقِ فطری کو تسلیم کیا گیا ہے۔ لیکن آج سے چودہ سو سال قبل بانئ اسلامؐ نے انسانی حریت کے اس حق کو تسلیم کرتے ہوئے یہ تعلیم دی ہے کہ لوگوں کا آپس میں انفرادی طور پر بھی اور اجتماعی طور پر بھی افکار و خیالات اور نظریات و اعتقادات میں اختلاف ہو سکتا ہے۔ لیکن اس اختلاف کو زور زبردستی اور جبر و اکراہ سے دُور کرنا آزادئ ضمیر اور انسانیت کا خون کرنا ہے۔ چنانچہ فرمایا لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ (البقرہ: ۲۵۷) کہ دین کے معاملہ میں کسی قسم کا جبر جائز نہیں۔ کیونکہ ہدایت و گمراہی کا باہمی فرق خوب ظاہر ہو گیا ہے۔ اسی طرح فرمایا: قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَکْفُرْ (کہف: ۳۰) کہ تو لوگوں کو کہدے کہ یہ سچائی تیرے ربّ کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ جو چاہے اس پر ایمان لائے اور جو چاہے اس کا انکار کرے ــــ ان احکام سے صاف ظاہر ہے کہ بانئ اسلامؐ آزادئ ضمیر کو قائم کرنے والے تھے۔ آج وہ لوگ جو آپؐ کے اُسوۂ حسنہ اور اسلام کی تعلیمات سے ناواقف ہیں، ضد اور تعصب کی وجہ سے کہتے ہیں کہ آپؐ نے تلوار کے زور سے اسلام پھیلایا۔ حالانکہ جب آپؐ نے اہلِ عرب کے سامنے اسلام کا پیغام پیش کیا تو آپؐ کی قوم نے جبر سے اس تحریک کو دبانا چاہا۔ لیکن آپؐ نے آزادئ ضمیر کے قیام کے لئے اپنی جان کی بازی لگا دی اور آخرکار یہ حق تسلیم کرا کے ہی دم لیا۔ مذہب اسلام منوانے کے لئے آپؐ نے کبھی کسی پر جبر نہیں کیا۔ بلکہ جبر کے خلاف آواز اُٹھا کر حریتِ انسانی اور آزادئ ضمیر کو قائم فرمایا۔ رہا یہ سوال کہ آپؐ نے تلوار کیوں اُٹھائی تو اس کا ذکر ابتداء میں ہو چکا ہے کہ جب دشمن نے تلوار کے زور سے آپؐ کو اور آپؐ کے متبعین کو مٹانا چاہا تو مجبوراً اپنے دفاع اور قیامِ امن اور آزادئ ضمیر کے لئے ہی آپؐ نے تلوار اُٹھائی جس کا اعتراف گاندھی جی اور دیگر بہت سے غیر مُسلم مفکرین و مفکرین بھی کر چکے ہیں۔

مساوات

اقوامِ عالم کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے والی ایک اہم چیز عدمِ مساوات کا نظریہ ہے۔ چنانچہ بانئ اسلامؐ نے اس سلسلہ میں سب سے پہلے رنگ و نسل اور ذات پات کے امتیاز مٹا ڈالے۔ اور انسانی مساوات کا بے مثال منشور دُنیا کے سامنے پیش کرتے ہوئے اعلان کیا کہ: یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔ (حجرات: ۱۴) یعنی اے لوگو! ہم نے تم کو مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو کئی گروہوں اور قبائل میں تقسیم کر دیا ہے تاکہ تم ایکدوسرے کو پہچانو۔ اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ معزز وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے ــــ اسی طرح آپؐ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر اپنے خطبہ میں یہ اعلان فرمایا کہ "اے لوگو! تمہارا ربّ ایک ہے۔ تم ایک ہی باپ کی نسل ہو۔ اس لئے تم میں چھوٹے بڑے کی تقسیم قابلِ قبول نہیں۔ نہ کسی عربی کو عجمی پر فضیلت ہے نہ کسی عجمی کو کسی عربی پر، نہ کالے کو گورے پر اور نہ گورے کو کالے پر کوئی فضیلت ہے۔ صرف تقویٰ اور ذاتی قابلیت ہی وجہِ فضیلت ہو گی۔ اور اسلامی اقتدار میں رنگ و نسل کو کوئی امتیاز حاصل نہیں ہوگا۔" (مسند احمد بن حنبل، سیرت ابن ہشام ۹۸)

اس اعلان کے ساتھ ہی بانئ اسلام صلعم نے تمام قومی و نسلی امتیازات مٹا کر حقوقِ انسانی کے قیام میں سب کو برابر کر دیا۔ البتہ رُوحانی اعتبار سے ایک کو دُوسرے پر اس لحاظ سے فضیلت حاصل ہو سکتی ہے کہ وہ زیادہ نیکیاں کرے۔ خواہ وہ کالا ہو یا گورا۔ اعلیٰ خاندان کا ہو یا ادنیٰ کا۔ چنانچہ جناب پنڈت جواہر لال نہرو تحریر کرتے ہیں کہ:-

"اسلام کی آمد ہندوستان کی تاریخ میں کافی اہمیت رکھتی ہے۔ اس نے ان خرابیوں کو جو ہندو سماج میں پیدا ہو گئی تھیں یعنی ذاتوں کی تفریق، چھوت چھات اور انتہا درجہ کی خلوت پسندی کو بالکل آشکار کر دیا۔ اسلام کے اخوت کے نظریے اور مسلمانوں کی عملی مساوات نے ہندوؤں کے ذہن پر بہت گہرا اثر ڈالا۔ خصوصاً وہ لوگ جو ہندو سماج میں برابری کے حقوق سے محروم تھے اس سے بہت متاثر ہوئے۔" (تلاشِ ہند صفحہ ۲۲۵-۲۲۶)

عدل کا قیام

قیامِ امن کے لئے عدل و انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنا از حد ضروری ہے۔ ورنہ اس کے سنگین نتائج ایک ہولناک انقلاب کی صورت میں نمودار ہو کر قوم کی قوم کو تباہ کر دیا کرتے ہیں۔ ایسے عوامل کا سدِّباب کرنے کے لئے بانئ اسلامؐ نے یہ تاکید فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عدل و انصاف کرنے کا حکم دیا ہے (نحل: ۹۱) بلکہ ایک شان کا یہ معیارِ عدل قرار دیا کہ وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤی اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی (المائدہ: ۹) یعنی کسی قوم کی دُشمنی کی وجہ سے تم عدل و انصاف کو نہ چھوڑ دینا۔ بلکہ ایسے وقت میں بھی عدل کا معیار برقرار رکھنا ہے۔ نہ صرف یہ کہ اپنی قوم سے ہی عدل کا برتاؤ کرنا ہے بلکہ دشمن قوم کو بھی اپنے عادلانہ سلوک سے محروم نہیں کرنا۔ جو اُن کے جائز حقوق بنتے ہیں اُن کو ادا کرنا لازم ہے۔ اس تعلق میں آپؐ کا عملی نمونہ بھی بے مثال ہے کہ ایک مرتبہ قبیلہ قریش کی ایک معزز عورت چوری کے الزام میں گرفتار ہو کر آئی۔ لوگوں نے سفارش کر کے اس کی سزا معاف کرانا چاہی۔ اس وقت آپؐ نے نہایت جلال سے فرمایا کہ تم سے پہلے لوگ اسی لئے ہلاک و تباہ ہوئے کہ جب کوئی کمزور شخص پکڑا جاتا تو اُسے سزا دیتے تھے اور جب کوئی معزز اور صاحبِ حیثیت آدمی ارتکابِ جرم کرتا تو اُسے چھوڑ دیتے تھے لیکن خدا کی قسم اگر محمدؐ کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرے گی تو خدائی حکم کے مطابق میں اُس کے ہاتھ قلم کرنے سے بھی دریغ نہ کروں گا۔ (بخاری کتاب الحدود)

پیشوایانِ مذاہب کا احترام

اقوامِ عالم میں اتحاد کے لئے ایک سُنہری اصل بانئ اسلامؐ نے یہ پیش فرمایا کہ ہر قوم کے بزرگان کا احترام لازمی ہے۔ کیونکہ بہت سے جھگڑوں کی بنیاد یہی چیز ہوتی ہے کہ لوگ ایکدوسرے کے مذہبی بزرگوں کا احترام نہیں کرتے نتیجۃً ایکدوسرے کے خلاف دلوں میں کدورت اور بغض پیدا ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ کشت و خون تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ کیونکہ یہ ایک طبعی امر ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کے باپ کو گالی دے یا اس کی ماں پر بہتان تراشی کرے تو دوسرے کے دل میں اس قدر منافرت اور غیض و غضب پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ مرنے مارنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ تو پھر خدا کے وہ برگزیدہ نبی، رشی، مُنی، اوتار جن کی عقیدت کروڑہا دلوں میں پائی جاتی ہے اُن کی ہتک کرنا۔ انہیں بُرا بھلا کہنا بدترین فعل ہے۔ بانئ اسلامؐ نے ایسے جھگڑوں کا خاتمہ یہ کہکر کر دیا کہ وَلِکُلِّ قَوْمٍ ھَادٍ (الرعد: ۸) ہر قوم کی طرف خدا کے ہادی آئے ہیں۔ وَاِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْھَا نَذِیْرٌ (فاطر: ۲۵) دُنیا کی ہر قوم میں خدا کے نبی اور پیغمبر آئے ہیں۔ چونکہ ان سب کا سرچشمہ نورِ الٰہی ہے اس لئے اُن سب کا احترام کرنا ہر شخص پر واجب ہے۔ پس جو شخص سچے دل سے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے گا وہ دُنیا کی ہر قوم کے مذہبی پیشوا کا احترام بھی اپنا جزوِ ایمان سمجھے گا۔ کاش! موجودہ دَور میں تمام اقوام اِن سُنہری اصُولوں پر کاربند ہو جائیں ــــ!!

رواداری

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اصولی تعلیم بھی دی ہے کہ صرف یہی نہیں کہ دُوسروں کے مذہبی بزرگوں کا احترام کرو بلکہ دُوسروں کے اصول کو بھی برداشت کرو چنانچہ فرمایا:— لَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَیَسُبُّوا اللّٰہَ عَدْوًا بِغَیْرِ عِلْمٍ (الانعام: ۱۰۹) یعنی وہ چیزیں جنہیں دُوسرے مذاہب والے عزت و توقیر کی نظر سے دیکھتے ہوں جیسے بُت وغیرہ، اُن کو بھی گالیاں مت دو۔ ورنہ وہ تمہارے ربّ کو بھی گالیاں دینگے اور اس کے نتیجہ میں مذہبی تعصب اور دُشمنی پیدا ہو گی۔

ایک دفعہ نجران (یمن) کے عیسائیوں کا ایک وفد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے لئے مدینہ حاضر ہوا۔ مذہبی بات چیت ہوتی رہی۔ اسی اثناء میں اُن کی عبادت کا وقت ہو گیا۔ وہ لوگ چاروں طرف نگاہِ تجسس دوڑانے لگے کہ کوئی مناسب جگہ مل جائے تو اپنے گرجا کے طریق کے مطابق عبادت بجا لائیں۔ آنحضرت صلعم نے یہ دیکھ کر بڑی ہی خندہ پیشانی سے مسجد نبویؐ میں ہی اُن کو اپنے طرز پر عبادت کرنے کی اجازت دے دی۔ اور آپؐ بیٹھ کر دیکھتے رہے۔ ایسی عظیم الشان رواداری کی مثال تاریخِ عالم پیش کرنے سے عاجز ہے۔

عورتوں کے حقوق

انسانی معاشرہ میں ایک کمزور طبقہ عورت کا بھی ہے۔ بعثتِ نبویؐ سے قبل عورت کی حیثیت انتہائی پست

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۷ پر)

ہندوستان کے عظیم اوتار حضرت رامچندر جی مہاراج

از محترم الحاج مولانا بشیر احمد صاحب فاضل دہلوی ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

اسلام نے اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت ربّ العالمین بیان فرمائی ہے جس کا مطلب ہندی زبان میں ہے سرد لوک پالک۔ یعنی سب جہانوں کی پرورش کرنیوالا اس نے اپنی صفت ربوبیت کے ماتحت ہمارے جسم کیلئے ہزارہا نعمتیں پیدا کی ہیں۔ جس خدا نے ہمارے فانی جسم کی غذا و بقاء کا انتظام کیا ہے اس نے ہماری روح کی غذا و بقاء کا بھی انتظام کیا ہے۔ کیونکہ یہ نہیں ہو سکتا کہ روح جو جسم کے مقابلہ میں باقی رہنے والی ہے اس کو نظر انداز کر دیا گیا ہو۔ یہ امر حکیم خدا کی شان کے خلاف ہے۔ روح کی غذا کیا ہے، وصالِ الٰہی اور عشقِ الٰہی۔ اور حقیقی عشق اور وصالِ الٰہی بجز وحی اور الہام کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے جس طرح ہر قوم اور ملک کے رہنے والوں کی جسمانی ضروریاتِ زندگی کو پورا کرنے کا سامان کیا ہے اسی طرح روحانی ضروریات کو پورا کرنے کا بھی سامان کیا ہے اور کسی قوم یا ملک کو اس سے محروم نہیں کیا۔ خدا نے سب قوموں اور ملکوں کی روحانی غذا کے لئے ان میں وحی اور الہام کا سلسلہ جاری کیا اور ان میں اپنے رشی۔ منی۔ نبی۔ اوتار اور رسول بھیجے۔

قرآن مجید کی اس تعلیم کی روشنی میں یہ امر بطور کلیہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے مذاہب کی ابتداء الہام الٰہی سے ہوئی۔ اور توحید الٰہی ہی سب کا بنیادی عقیدہ تھا۔ اور جس قدر بانیانِ مذاہب ہوئے ہیں۔ انہوں نے توحید یعنی ایک خدا کی تعلیم دی۔ لیکن ابتدائی دور گزر جانے اور راہنمایانِ مذاہب کی تعلیم سے دوری اور عوام کی جہالت کے باعث مذاہب کی اصل صورت مسخ ہو گئی۔ اور ان میں ایسے عقائد و رسوم راہ پا گئے جو ان کے مقدس بانیوں کی تعلیمات سے دور کا بھی تعلق نہ رکھتے تھے۔ ہندو دھرم بھی اس کلیہ سے مستثنیٰ نہیں۔ ویدوں کے زمانہ میں آریہ ہندو عقیدۂ توحید کے پابند تھے اور ایک ایشور کی عبادت کیا کرتے تھے۔

ہندو دھرم شاستروں کے مطابق زمانہ کو مندرجہ ذیل چار یگوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ست یگ۔ تریتا یگ۔ دواپر یگ۔ اور کل یگ۔ ہر ایک یگ میں بھگوان کے اوتار۔ خدا کے رشی منی اور انبیاء اصلاحِ خلق اور مخلوق کا خدا سے تعلق قائم کرنے کے لئے آتے رہے ہیں۔ اور ہزاروں کی تعداد میں یہ رشی اور منی ہوئے ہیں۔ ست یگ کے زمانہ میں بے شمار رشیوں کے علاوہ بارہ ۱۲ بڑے بڑے اوتار مانے گئے ہیں۔ تریتا یگ میں پرشورام اور رام چندر جی مہاراج اہم اوتار مانے گئے ہیں۔ دواپر یگ میں کرشن جی مہاراج دیاس جی۔ بلرام جی اور بدھ جی بڑے بڑے اوتار ہوئے ہندوؤں میں بالخصوص سناتن دھرمی ہندوؤں میں تریتا یگ کے اوتار رامچندر جی مہاراج اور دواپر یگ کے اوتار کرشن جی مہاراج کی بڑی مہانتا اور عظمت ہے۔ اور لاکھوں لوگ آج بھی ان کے بارہ میں بڑی شردھا رکھتے ہیں۔ آج کی صحبت میں ہم تریتا یگ کے اوتار حضرت رام چندر جی کے بارہ میں کچھ بیان کرنا چاہتے ہیں۔

ہندو لٹریچر میں حضرت رام چندر جی کی زندگی کے بارہ میں دو ماخذ اس وقت موجود ہیں۔ (۱) بالمکی رامائن جو سنسکرت میں ہے۔ (۲) تلسی رامائن جس میں ہندی دوہوں اور شلوکوں کی صورت میں سارے کلام کو منظوم کیا گیا ہے۔

تریتا یگ کے متعلق کہا گیا ہے دھرم کے چار چرنوں یعنی ستیہ، دیا، تپ اور دان میں آہستہ آہستہ کمی ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ ¼ حصہ دھرم کم ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اور دھرم کی ہانی ہونے پر اوتار کا ظہور ہوتا ہے۔ چنانچہ جب حضرت رامچندر جی کا ظہور ہوا تو دھرم میں کمزوری شروع ہو گئی تھی۔ مہاتما تلسی داس جی نے رامائن میں اس کا بیان یوں کیا ہے:-

تسی میں سو مکھی سناؤں توہی
سمجھی پرائی جس کارن موہی
جب جب ہوت دھرم کی ہانی
باڑہم اسُرادھم ابھیمانی
کرہم انیتی جائے نہیں برنی
سیدہم دِپر دھینو سُر دھرنی
تب تب پربھو دھری وودھ شریرا
ہرہم کرپا ندھی سجن پیرا
(رامائن بال کانڈ ۱۳۸)

اس کا ترجمہ یہ ہے کہ جیسا کچھ میری سمجھ میں آتا ہے سو مکھی وہی وجہ میں تم کو بتاتا ہوں۔ جب جب دھرم کا ناش ہوتا ہے اور نیچ۔ ابھیمانی و متکبر راکھشس بڑھ جاتے ہیں۔ اور وہ ایسی بے انصافی کرتے ہیں کہ جس کا بیان نہیں ہو سکتا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان اور حیوان دکھ پاتے ہیں تب وے کرپا ندھان پربھو قسما قسم کے شریر دھارن کر کے اوتار لیتے ہیں۔ اور سجنوں کے دکھ کو دور کرتے ہیں۔ وے برے لوگوں کو مار کر نیک لوگوں کی رکھشا کرتے ہیں۔ اور ویدوں کی مریادا کی حفاظت کرتے ہیں۔ اور جگت میں اپنے نمونہ سے اپنا یش و عزت پھیلاتے ہیں۔ شری رام چندر جی کے اوتار لینے کی یہی اہم وجہ ہے۔

آج سے تقریباً ۵½ ہزار سال قبل حضرت رام چندر جی اکھشواکو خاندان میں راجہ دشرتھ کے ہاں ان کی بڑی بیوی کوشلیا کے پیٹ سے ایودھیا میں پیدا ہوئے تھے۔ راجہ دشرتھ کی کئی ایک بیویاں تھیں۔ اس وقت کے اصول کے مطابق بڑا بیٹا ہی تخت کا وارث ہوتا تھا۔ لیکن راجہ دشرتھ کی چھوٹی بیوی کیکئی نے اپنے لڑکے بھرت کے لئے کسی وچن کی بناء پر راجہ دشرتھ سے فیصلہ کروا لیا کہ ان کے بعد تخت کا وارث بھرت ہوگا جو رامچندر اور لکشمن دونوں بھائیوں سے چھوٹا تھا۔ اور رام چندر جی جو دشرتھ کے بڑے بیٹے تھے ان کے لئے کیکئی نے یہ فیصلہ کروا لیا کہ وہ ۱۴ سال کے لئے ایودھیا کو چھوڑ کر جنگل میں رہیں گے۔ چنانچہ رام چندر جی نے ۱۴ سال کا عرصہ جنگلوں میں گزارا۔ ان کی چونکہ شادی ہو چکی تھی اس لئے ان کی بیوی سیتا نے بھی جو راجہ جنک کی بیٹی تھیں اپنے خاوند کے ساتھ ہی جنگل میں رہنے کا فیصلہ کیا۔

رام چندر جی اور لکشمن جی دونوں بھائی وشوامتر رشی کے شاگرد تھے اس لئے جب جنگل کو روانہ ہونے لگے تو رشی وشوامتر سے اجازت حاصل کی اور ایودھیا کے لوگوں کو اداس اور روتا ہوا چھوڑ کر ایودھیا سے روانہ ہو گئے۔ ابتدائی چند دن انہوں نے بالمیک رشی کے آشرم میں گزارے اور پھر وہاں سے ہندوستان کے دیگر علاقہ جات میں گھومتے رہے۔ اسی دوران میں ان کا مقابلہ کچھ راکھشسوں یعنی شیطان صفت لوگوں سے ہوا جو خدا کو نہیں مانتے تھے۔ ان راکھشسوں کا لیڈر راون تھا جس کے ساتھ رام چندر جی کی جنگ ہوئی۔ اور بالآخر رام چندر جی کو اس پر فتح حاصل ہوئی۔ اور یہ ثابت ہوا کہ خدا تعالیٰ کے انبیاء کا مقابلہ کرنے والے ہمیشہ ناکام و نامراد ہوتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے انبیاء فتحیاب ہوتے ہیں۔

رامائن میں اس امر کا ذکر آتا ہے کہ راون اور اس کے ساتھی لنکا کے رہنے والے تھے۔ اور عام ہندوؤں کا خیال ہے کہ یہ راون اس لنکا کا رہنے والا تھا جو ہندوستان کے بالکل جنوب میں واقع ہے اور جسے آج کل شری لنکا کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ جس کا دار الخلافہ سیلون ہے۔ لیکن نئی تحقیق کے ذریعہ یہ بات سامنے آ رہی ہے کہ راون اور اس کے ساتھی شری لنکا سے تعلق نہیں رکھتے تھے۔ بلکہ یہ لنکا بھارت درشن میں ہی چھوٹا ناگپور کے علاقہ میں واقع تھا۔ اس بارہ میں ایک تحقیقی مضمون ہندی رسالہ کادمبنی جون ۱۹۷۵ء کے شمارہ میں جناب ڈاکٹر ہنس مکھ صاحب کا شائع ہوا تھا جس میں انہوں نے بتایا کہ راون ایک سر اور دو ہاتھوں والا انسان ہی تھا۔ یہ غلط ہے کہ اس کے دس سر اور بیس ہاتھ تھے۔ انہوں نے بالمیکی رامائن کے حوالہ سے بتایا ہے کہ جب راون زخمی ہو کر موت کے گھاٹ اترا تو وہ ایک سر والا انسان ہی تھا۔ بہت زیادہ بلوان اور طاقتور ہونے کی وجہ سے اس کو کئی سروں اور کئی ہاتھوں والا بتایا گیا ہے۔ پھر انہوں نے بتایا ہے کہ راون گونڈ جاتی میں سے تھا۔ کیونکہ گونڈ جاتی کے لوگ اب بھی اپنے آپ کو راون ونشی کہتے ہیں۔ نیز یہ لکھا ہے کہ راون کی جگہ کو لنکا کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یہ لنکا کسی اونچے ٹیلے پر یا کسی تالاب میں بنائی گئی تھی۔ اور اس جگہ پر راون اور اس کے ساتھی سنٹر بنا کر دوسروں سے لڑائی کرتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے تحقیق کے بعد اس لنکا کا مقام چھوٹا ناگپور میں بتایا ہے۔ بہرحال یہ راکھشس دہریہ اور شیطان صفت انسان خدا تعالیٰ کے ایک اوتار کے بالمقابل آ کر مارا گیا۔ اس واقعہ پر اگرچہ ہزاروں سال گزر چکے ہیں لیکن ہمارے ملک ہندوستان میں راون پر فتح کے واقعہ کو آج بھی دسہرہ کی صورت میں ہر سال منایا جاتا ہے۔

راون پر فتح کے بعد رام چندر جی کے ۱۴ سال بھی پورے ہو گئے اور وہ اپنے بھائی لچھمن جی اور اپنی بیوی سیتا کے ساتھ ایودھیا میں واپس آ گئے۔ اس موقع پر ایودھیا کے لوگوں نے بہت زیادہ خوشی منائی اور گھروں میں چراغاں کیا۔ آج بھی ہر سال دیوالی کا تہوار ہندوستان میں اسی خوشی میں منایا جاتا ہے۔

رام چندر جی مہاراج کے جیون پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اپنے زمانہ کے بہت بڑے مصلح تھے اور انہوں نے اپنے آدرش اور نمونہ سے ایودھیا کے لوگوں میں ایک عظیم انقلاب پیدا کیا۔ مثلاً

(۱) — آپ نے اپنے عملی نمونہ سے والدین کی فرمانبرداری کا سبق سکھایا۔ اور ۱۴ سال کی کٹھنائی برداشت کی لیکن اپنے والد کے وچن اور عہد کو پورا کیا۔

(۲) — آپ نے ایودھیا واپس آ کر تمام بھائیوں کے ساتھ اور اپنی حقیقی ماں اور دوسری سوتیلی ماؤں کے ساتھ محبت اور پریم کا سلوک کیا۔ اور دنیا کو بتایا کہ ایک انسان کو اپنے حقیقی اور سوتیلے بہن بھائیوں کے ساتھ کس طرح محبت اور پریم کے ساتھ رہنا چاہیئے۔

(۳) — ایودھیا واپس آ کر انہوں نے خدا کی بھگتی کی طرف توجہ دلائی۔ اور لوگوں کو اپنے اندر نیکی پیدا کرنے کی ترغیب دلائی۔ چنانچہ رامائن کے اتر کانڈ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ رامچندر جی کے آنے کے بعد جہاں ایودھیا کے لوگ ان کی واپسی سے خوش ہوئے وہاں ان لوگوں نے رام چندر جی کے گن اور ان کی خوبیاں دھارن کیں۔ اور ان کے نیک اعمال کا تتبع کیا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایودھیا کے لوگ ایشور بھگت، نہایت ہی نیک اور خدا ترس بن گئے۔ اور سارے ایودھیا میں رام راجیہ (خدا کی حکومت) قائم ہو گئی۔ اور اس کا نتیجہ یہ بھی نکلا کہ وہ سارے لوگ سکھ اور آرام کے ساتھ اپنی زندگی بسر کرتے تھے۔

حضرت رام چندر جی کا عظیم کردار آج بھی دنیا کے لئے مشعلِ راہ ہے۔ اور دنیا میں امن اور شانتی کی فضا کو پیدا کرنے والا ہے۔ اے کاش! ہم ان کے نمونہ پر عمل کر کے دنیا میں امن۔ آشتی اور سکون پیدا کر سکیں۔

درخواستِ دُعا

خاکسار کے بڑے بھائی مکرم محمد عبد الحی صاحب ایک ماہ سے بوجہ بائیں ہاتھ پیر پر فالج کے اثر سے فریش ہیں احباب سے ان کی کامل صحت یابی کیلئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔ (خاکسار محمد عبد القیوم حیدر آباد)

حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ ۔ اور ۔ اُن کی تعلیمات

از محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی فاضل ناظر اُمور عامہ قادیان

بابا نانکؒ کا رُوحانی مقام

سکھ بھائیوں کے اعتقاد کی رُو سے بابا نانکؒ سکھ دھرم کے بانی اور پہلے گورو تھے۔ اور جماعتِ احمدیہ کا یہ عقیدہ ہے جیسا کہ اُن کے بارے میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ:۔

(الف) "اس میں شک نہیں ہو سکتا کہ بابا نانک ایک نیک اور برگزیدہ انسان تھا اور اُن لوگوں میں سے تھا جن کو خدائے عزّ وجلّ اپنی محبت کا شربت پلاتا ہے۔"

(پیغام صلح ص)

(ب) "بود نانک عارف و مردِ خدا
رازہائے معرفت را راہ کُشا"

(کہ نانک ایک عارف اور خدا رسیدہ انسان اور الہام پانے والے تھے اور انہوں نے معرفت کے راز خوب کھول کر بیان کر دیئے)

(ج) "یقین ہے کہ نانک تھا مُلہَم ضرور"

چنانچہ بابا نانکؒ زندہ خدا سے کلام کرنے اور اپنے مُلہَم ہونے کے بارہ میں خود فرماتے ہیں ؎

(الف) "ٹھاکر ہرا سدا بلنتا
سرب جیاں کو پربھ دان دیتا" (محلہ ۵)

(ب) "جیسی میں آوے خصم کی بانی
تیسڑا کرہ گیان وے لالو" (تلنگ محلہ ۱)

کہ ہمارا خدا ہمیشہ بولتا ہے۔ اور وہ تمام مخلوق کو اپنی بخشش سے نوازتا ہے۔ میرے پاس جیسے جیسے خدا کا کلام آتا ہے وہ لوگوں کو پہنچا دیتا ہوں۔

بابا نانکؒ کی پیدائش

بابا نانکؒ کی پیدائش پنجاب کے ایک گاؤں رائے بھوئے کی تلونڈی میں (جو آجکل ننکانہ کہلاتا ہے) مہتہ کالو رام کے ہاں (جو تلونڈی کے مسلمان جاگیردار رائے بولار کے کارندہ تھے اس کی زمینوں کا حساب اُن کے سپرد تھا) نومبر ۱۴۶۹ء مطابق ۱۵۲۶ بکرمی کو ہوئی۔ آپؒ کی پیدائش چونکہ ننھیال میں ہوئی تھی اس لئے "نانک" نام رکھا گیا۔ (تواریخ گورو خالصہ ص ۲۹) نیز آپ کی پیدائش کے بارہ میں ایک مسلمان فقیر نے آپ کے والد مہتہ کالو جی کو بشارت دی تھی۔ اس کے علاوہ آپ کی پیدائش ایک مسلمان دایہ کے ہاتھوں ہوئی جس کا نام مائی دولتاں تھا۔ (رسالہ سنت سپاہی امرتسر نومبر ۱۹۶۵ء)

گورو نانک جی کی تعلیم

(الف) "کننگھم نے اسلامی تاریخوں کے حوالہ سے لکھا ہے کہ میر سید حسن جو اُس علاقہ میں ولی صاحب کرامت، مُلّع گُل اور بے لاگ پیر مانا ہوا تھا

اور مہتہ کالو کے گھر کے پاس رہتا تھا.... اُس نے اپنا تمام علم دینی اور دُنیوی گورو نانک جی کو پڑھایا۔ اور راہِ حق کے بڑے بڑے راز بھی بتائے۔"

(تواریخ گورو خالصہ ص ۹۹)

(ب) ــ "آپؒ قرآن شریف کی تعلیم ۔ بہت سے فقیروں سے سُن سُنا کر اچھے واقف ہو گئے تھے۔ اس بات کا ثبوت اُن کی آخری عمر کی بیان کردہ بانی سے مل جاتا ہے۔"

(پراچین بیڑاں ص ۱۶)

(ج) ــ "۱۵۳۹ بکرمی میں مولوی قطب الدین کے پاس فارسی پڑھنے کے لئے بٹھائے گئے۔ گورو نانک جی کی عقل اتنی تیز تھی اور حافظہ اتنا اچھا تھا کہ تھوڑے وقت میں ہی آپ نے کافی تعلیم حاصل کر لی۔" (اخبار فتح گورو نانک نمبر ۱۹۷۱ء)

گورو نانک کا بچپن اور جوانی

تلونڈی کے مسلم راجپوت جاگیردار رائے بولار کو بچپن سے ہی بابا نانکؒ سے ایک محبت تھی اُس نے مہتہ کالو جی کو کہا:۔

"جب تک نانک بچہ ہے تب تک نانک جی کی خدمت ہم کریں گے۔ آج سے لے کر نانک کو پوشاکیں بھی ہم بنا کر دیں گے۔ اور اس کا خرچ بھی ہم سے لیا کرو.... جتنا تیرے گھر کا روپیہ نانک نے ضائع کیا سو حساب کر کے مجھ سے لے لو۔"

(جنم ساکھی بالا ص ۳۷)

گورو نانک جب بچہ ہی تھے رائے بولار نے ایک مرتبہ دیکھا کہ درخت کے نیچے لیٹے ہوئے ہیں۔ اور سانپ اُوپر اپنا پھن لہرا رہا ہے۔ یہ ڈر گیا کہ کہیں یہ سانپ بچے کو نہ کاٹ لے۔ جب قریب گیا سانپ تو بھاگ گیا۔ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ یہ بچہ گورو نانک ہے۔ تب سمجھ گیا کہ یہ بچہ ولی اللہ ہوگا۔

جب بابا جی کے والد مہتہ کالو جی نے ایک رقم اُن کو بیوپار کے لئے دی تو آپ نے یہ رقم بھوکے درویشوں اور فقیروں کے کھلانے پر خرچ کر دی۔ اور یوں ایک سچا سودا کر لیا۔ مہتہ کالو جی اس پر اپنے بیٹے نانکؒ پر سخت ناراض ہوئے۔ اور مارا بھی۔ جب رائے بولار کو اس واقعہ کا علم ہوا تو اُس نے مہتہ جی کو بُلایا اور کہا:۔

"جب میں نے تم کو حکم دے رکھا ہے کہ جو کچھ نانک خرچ کریں وہ تم میرے خزانہ سے لے لیا کرو۔ لیکن اس کو کچھ نہ

کہنا۔ پھر تو نانک پر کیوں ناراض ہوتا ہے کیا کہوں تو نانک کا باپ ہے نہیں تو ابھی سزا دُوں۔"

(تواریخ گورو خالصہ ص ۶۳)

پھر نانک جی کو رائے بولار نے بغل میں لیا اور پیشانی کو چوما اور اُسی وقت نوکر کو بُلا کر کہا کہ ابھی بیس روپے گھر سے لا کر کالو کو دیئے جائیں۔ (جنم ساکھی ص ۳۵-۳۶)

اس صدق کو دیکھ کر بھائی ویر سنگھ جی "رائے بولار" کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

"دے داتا وہ نین (آنکھیں) ہم کو۔ وہ تجھ کو اور تیرے پیاروں کو پہچاننے والی آنکھیں۔ وہ ہاں آج اے داتے! آج دے ہم کو رائے بولار کی سی آنکھیں، بابے کالو کی سی آنکھیں نہیں..... اے داتا! دے ہم کو وہ آنکھیں۔ عنایت کر ہم کو وہ آنکھیں۔ آج بھی دیکھیں تجھ کو جس نے دیکھا تھا تجھ کو رائے بولار نے۔"

(گورو نانک چمتکار)

بابا نانکؒ کی شادی

مہتہ کالو جی نے دُنیا کمانے کیلئے اپنے بیٹے نانکؒ کو اپنے داماد جے رام داس کے پاس سلطان پور (ریاست کپورتھلہ) میں بھجوا دیا وہ نواب دولت خان لودھی تھا۔ رائے بولار نے دولت خان کو لکھ دیا کہ نانک خُدا کا پیارا ہے اس کا خیال رکھنا۔ چنانچہ دولت خان لودھی نے ان کو اپنے مودی خانہ کا نگران مقرر کر دیا۔ اور اُن سے ہر طرح کا حُسنِ سلوک کیا۔

اور جب گورو نانکؒ کی بٹالہ میں شادی ہوئی تو رائے بولار اور دولت خان لودھی دونوں نے مِل کر سارا ساز و سامان ہاتھی۔ گھوڑے۔ رتھ گدّے۔ پالکی اور بے شمار دولت اس موقعہ پر پیش کر کے اپنے صدق اور عقیدت کا ثبوت دیا۔

(نانک پرکاش)

سُلطان پُور کے قیام کے دَوران بابا نانکؒ کے کئی حاسد پیدا ہو گئے۔ آپ نے اُکتا کر مودی خانہ کی ملازمت ترک کر کے درویشی جامہ پہن لینے کا فیصلہ کیا۔ جب دولت خاں لودھی کو اس کا علم ہُوا تو بُلا کر کہا:۔

"اے نانک میری بدقسمتی ہے کہ تیرے جیسا میرا اہلکار فقیر ہو گیا ہے۔"

(میکالف اتہاس ص ۲۹)

بابا نانکؒ کی درویشانہ زندگی اور مُسلمان فقیروں سے ملاقات اور اسلامی متبرک مقامات کی زیارت

بابا نانکؒ نے جب درویشانہ زندگی اختیار کر لی تو مُسلمان صُوفیوں اور فقیروں کی صُحبت میں رہے۔ مُسلمانوں کے متبرک مقامات کی زیارت کی۔ وہاں چلّہ کشی کی (بغداد میں) مکّہ کا حج بھی کیا۔ اور اس سفر میں بھائی مردانہ مسلمان آپ کا ساتھی رہا۔ چنانچہ ان اُمور کا لازمی نتیجہ و اثر یہ نکلا کہ آپ قرآنی اور اسلامی تعلیمات سے متاثر ہوئے اور یہی اثر آپؒ کی بانی سے ظاہر بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ

(۱) ــ مشہور تاریخ دان ڈاکٹر تارا چند فرماتے ہیں:۔

"It is clear that Nanak took the Prophet of Islam as his model and his teaching was naturally deeply coloured by this fact."

(INFLUENCE OF ISLAM ON INDIAN CULTURE P. 169)

کہ یہ بات بالکل عیاں ہے کہ بابا نانکؒ نے پیغمبرِ اسلام کو اپنا اُسوہ بنایا۔ اسی لئے آپؒ کی تعلیمات اس حقیقت سے رنگین و متاثر نظر آتی ہیں۔

(۲) ــ ڈاکٹر ایس رادھا کرشنن سابق صدر ہند فرماتے ہیں:۔

"گورو نانک جی اسلام مذہب کے مسئلہ توحید سے بے حد متاثر تھے۔ اور انہوں نے بُت پرستوں کو بہت پھٹکارا۔ خدا تعالیٰ واحد یگانہ ہے۔ اور وہ انصاف بھرا پیار کرنے والا ہے اور نیک ہے۔ غیر مجسم ہے۔ اور غیر محدود ہے۔ نیز عالم کائنات کا خالق ہے۔"

(گورو نانک جوت تے سروپ ص ۱۱)

(۳) ــ "اسلامی صوفی فقیروں نے گورو نانک جی کے دل پر بہت گہرا اثر ڈالا تھا۔ صوفی جیون اور سکھی مارگ میں متعدد باتیں مشترک ہیں..... گورو نانک جی کی تعلیم اور صوفی مذہب ایک ہی شکل ہے۔" (گورمت درشن ص ۱۳۷)

(۴) ــ ایک انگریز مصنف سر جان میلکم لکھتے ہیں:۔

"Nanak did not deny the mission of Mohammed. The Prophet was sent, he said, by God

to the world to do good and dissiminate the knowledge of one God through means of the Kuran."

(SKETCH OF SIKHS P. 160)

کہ نانکؒ نے حضرت محمد صلعم کے مشن کا انکار نہیں کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ پیغمبر صلعم دُنیا میں خدا تعالیٰ کی طرف سے اس لئے بھیجے گئے کہ نیکی کریں اور نیکی کی تعلیم دیں۔ اور قرآن کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کی وحدانیت کی تبلیغ کریں۔

بابا نانکؒ کی یادگاریں

سِکھ اتہاس سے ثابت ہے کہ

(۱) چولا صاحب: بابا جی آخری ایام میں ایک چولا پہنتے تھے جو ان کو بغداد سے ملا۔ جس پر قرآن مجید کی سُورۃ فاتحہ۔ آیت الکرسی۔ کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور قرآن کی دُوسری آیات درج ہیں۔ اب یہ چولا ڈیرہ بابا نانک میں بیدی صاحبان کے پاس محفوظ ہے۔ اور ہر سال وہاں ایک میلہ لگتا ہے۔ اور اس کے درشن کروائے جاتے ہیں۔

(۲) پوتھی صاحب (قرآن مجید):۔ یہ کتاب گورو جی کے مکہ مدینہ اور اسلامی ملکوں کے سفروں میں آپؒ کے ہمراہ رہی۔ اور آپ کی وفات کے بعد یہ کتاب گورو ہر سہائے (فیروز پور کے گوردوارے) میں محفوظ تھی۔ چنانچہ ایک سکھ وِدوان نے بھی لکھا ہے :۔

"گورو ہر سہائے میں ایک قرآن شریف پڑا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ وہ قرآن شریف ہے جس کو گورو نانک مکے مدینے کے سفر میں اپنے ہمراہ لے گئے تھے۔"

(خالصہ سماچار ۸ راکتوبر ۱۹۳۱ء)

اور جس کا ذکر بھائی گورداس جی بھی اپنی واروں میں فرماتے ہیں ؎

بابا پھر مکے گیا نیل بستر دھاری بنواری
عصا ہتھ کتاب کچھ۔ کوزہ بانگ مصلیٰ دھاری
بیٹھا جائے مسیت وچ جتھے حاجی حج گزاری

(واراں بھائی گورداس جی ص۱۲)

بابا نانکؒ کی پاکیزہ تعلیمات

(۱) اسلامی تعلیم کا خلاصہ کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ میں مندرج ہے جس کے دو حصے ہیں۔ اوّل خدا تعالیٰ کی توحید دُوسرے حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کی رسالت۔

بابا نانکؒ فرماتے ہیں :۔

"کرنی کلمہ آکھ کے تاں مسلمان سدائے"
(گرنتھ محلہ ۱)

"صاحب میرا ایکو ہے۔ ایکو ہے بھائی ایکو ہے" (آسا محلہ ۱)

ایکو کرتا جن جگ کیتا" (محلہ ۱)

"ایکو سمرو نانکا جو جل تھل رہیا سمائے
دُوجا کاہے سمرئیے جو جمّے تے مر جائے"
(محلہ ۱)

"پاک پڑھو کلمہ رب دا محمدؐ نال ملائے
ہویا معشوق خدائے دا ہویا تل الائے"
(جنم ساکھی بالا ص۱۴۱)

"اوّل ناؤں خدائے دا در دربان رسُول
شیخا نیت راس کر تاں درگاہ پویں قبول۔"
(جنم ساکھی ولائتیاں ص۱۲۸)

(۲) مساواتِ انسانی:۔ اسلامی تعلیم ہے کہ خُدا ربّ العالمین ہے۔ اور تمام انسان خدا تعالیٰ کی مخلوق ہونے کی وجہ سے بھائی بھائی ہیں۔ کالے گورے۔ ذات پات کا کوئی فرق نہیں ہے۔ مساواتِ انسانی کی تعلیم ہے۔ بابا نانک بھی فرماتے ہیں :۔

"اوّل اللہ نور اُپایا قدرت کے سب بندے
اِک نور تھیں سب جگ اُپجیا کون بھلے کون مندے"

"ایک پِتا ایکس کے ہم بالک"

"ذات پات نہ پوچھے کو
ہر کو بھجے سو ہر کا ہو۔"

(۳) ہر زمانہ میں رِشی مُنی اوتار آئے ہیں:۔ قرآن مجید کی تعلیم ہے اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ (فاطر) کہ دُنیا میں کوئی قوم نہیں گزری جس میں خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی مصلح اور ریفارمر نہ آیا ہو۔ چنانچہ گوربانی میں ہے :۔

"جگ جگ بھگت اوپایا
پیج رکھدا آیا رام راجے"
(محلہ ۴)

"جے سو چندا اُگو ہے سورج چڑھے ہزار
ایتے چانن ہو دیا گور بن گھور اندھار"

"سوا لاکھ پیغمبر آئے دُنیا ماہیں
آپو اپنی نوبتیں سبھ بجا کے رہے۔"
(جنم ساکھی بالا ص۱۴۳)

گورو نانک دیوجی کی پرگنہ بٹالہ کے گورو کے بارہ میں ایک اہم پیشگوئی

بابا نانکؒ ایک زندہ خدا پر ایمان رکھتے تھے اور اس سے کلام پاکر آگے پہنچاتے تھے۔ ؎

"جیسے میں آوے خصم کی بانی
تیسڑا کرے گیاں وے لالو"

چنانچہ بابا نانکؒ سے ایک مرتبہ بھائی مردانہ نے پوچھا کہ گورو جی! کیا آپ کے بعد بھی کوئی گورو آئے گا؟ اس بارہ میں جنم ساکھی بھائی بالا میں یوں مرقوم ہے کہ :۔

"تاں مردانے پچھیا گورو جی کبیر بھگت جیہا کوئی ہور بھی ہویا۔ ہے۔ سری گورو نانک آکھیا، مردانیا اک جٹیٹا ہوسی۔ پر اساں توں پچھے سو برس توں ہوسی۔ پھر مردانے پچھیا جی کیہڑے تھائیں آتے مُلک وچ ہوسی۔ تاں گورو جی نے کہا۔ مردانیاں! نرنکار دے بھگت سب اکو روپ ہندے ہین۔ پر اہ کبیر نالوں وڈا ہوسی۔"

(جنم ساکھی بھائی بالا والی وڈی ساکھی ص۲۴۷)

نیز گورو جی نے فرمایا ؎

کل کلی والی شرع نبیڑی قاضی کرشنا ہویا
(آدھ گرنتھ ص۸۳۹)

کہ کلجگ کے جھگڑوں کا فیصلہ کرنے کے لئے شری کرشن جی قاضی کے رُوپ میں پرگٹ ہوں گے۔

نیز فرمایا ؎

آون اٹھتر ے جاون ستانویں ہور بھی اُٹھسی مرد کا چیلا
سچ کی بانی نانک آکھے سچ سُناسی سچ کی بیلا!

اِن پیشگوئیوں کا ماحصل یہ ہے کہ مغل سنہ ۱۵۷۸ بکرمی میں ہندوستان آئے۔ اور سنہ ۱۸۹۷ بکرمی میں اُن کا راج ختم ہو جائے گا۔ ان مغلوں کے راج کے ختم ہونے کے بعد پھر ہندوستان مُلک پنجاب اور پرگنہ بٹالہ سے ایک مرد کا چیلا اور گورو اُٹھے گا۔ جو خُدا کی بادشاہت کو دُنیا میں قائم کرے گا۔

چنانچہ اس کے مطابق بانیٔ جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کی پیدائش ۱۳ فروری ۱۸۳۵ء کو قادیان تحصیل بٹالہ میں ہوئی۔ اور آپؑ نے ۱۸۹۰ء میں اعلان فرمایا کہ آپ مختلف دھرموں کی پیشگوئیوں کے مطابق موعود مصلح اور گورو ہیں۔

اُمید ہے ہمارے سکھ بھائی بھی گورو نانکؒ کے جیون چرتر کے مطابق اپنی زندگی کو بنائیں گے۔ اور اُن کی پوتر تعلیمات کو مدنظر رکھیں گے۔ اور گورو جی کی پیشگوئی "پرگنہ بٹالہ کا گورو" کے انوسار اس کے مصداق گورو کو شناخت کرکے ان کے مقدس مشن کو پروان چڑھانے کے لئے جماعتِ احمدیہ کے ساتھ تعاون کریں گے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

بقیہ صفحہ (۳)

اختیار کی اور بلاشبہ یہ بات ثابت ہے کہ اُن سے کرامات اور نشان بھی صادر ہوئے ہیں۔ اور اس بات میں کچھ شک نہیں ہو سکتا کہ باوا نانک ایک نیک اور برگزیدہ انسان تھا۔ اور اُن لوگوں میں سے تھا جن کو خدائے عزّوجل اپنی محبت کا شربت پلاتا ہے۔ وہ ہندوؤں میں صرف اس بات کی گواہی دینے کے لئے پیدا ہوا تھا کہ اسلام خدا کی طرف سے ہے۔ جو شخص اس کے وہ تبرکات دیکھے جو ڈیرہ بابا نانک میں موجود ہیں جن پر [illegible] لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی گواہی ہے اور پھر وہ تبرکات دیکھے جو مقام گورو ہرسہائے ضلع فیروز پور میں [illegible] ہیں ایک قرآن شریف بھی ہے تو [illegible] کہ باوا نانک صاحب [illegible] اور پاک [illegible] تھا جو [illegible] نے الہام کا دعویٰ کر کے [illegible]

نشان اور کرامات دکھا کر اس عقیدہ کا خوب کھنڈن اور ردّ کر دیا جو کہا جاتا ہے کہ وید کے بعد کوئی الہام نہیں اور نہ نشان ظاہر ہوتے ہیں۔ بلاشبہ باوا نانک صاحب کا وجود ہندوؤں کے لئے خدا کی طرف سے ایک رحمت تھی۔ اور یوں سمجھو کہ وہ ہندو مذہب کا آخری اوتار تھا۔ جس نے اس نفرت کو دور کرنا چاہا تھا جو اسلام کی نسبت ہندوؤں کے دلوں میں تھی۔ لیکن اس ملک کی یہ بھی بدقسمتی ہے کہ ہندو مذہب نے باوا نانک صاحب کی تعلیم سے کچھ فائدہ نہیں اٹھایا [illegible] وہ اسلام کی تعریف [illegible] کرتا ہے۔ وہ ہندو مذہب [illegible] اور [illegible] کے وجود اور [illegible] پاک تعلیم [illegible] افسوس [illegible] ایسا نیک آدمی دُنیا میں آیا اور گذر بھی گیا [illegible] کچھ روحانی حاصل نہ کیا۔"

(پیغام صلح صفحہ ۵ تا ۱۳)

حضرت مسیح ناصری علیہ السّلام کی پاکیزہ تعلیمات کی ایک جھلک

از محترم مولوی عبدالحق صاحب فضل مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

حضرت مسیح ناصریؑ اسرائیلی سلسلہ کے آخری نبی تھے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چودہ سو سال بعد یعنی آج سے تقریباً دو ہزار سال قبل مبعوث ہوئے قرآن کریم نے ان دونوں کو یہ عظمت دی ہے کہ جملہ انبیاء کرام میں سے سب سے زیادہ مرتبہ قرآن کریم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اسرائیلی انبیاء میں سے دوسرے نمبر پر حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے اسمائے گرامی استعمال ہوئے ہیں اس تمہید کے ساتھ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی پاکیزہ تعلیمات موجودہ اناجیل میں سے پیش کر رہا ہوں۔ یاد رہے کہ سلسلہ محمدیہ سلسلہ موسویہ سے مماثلت رکھتا ہے۔

توحید

فرمایا:-

"ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد اور برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں"۔
(یوحنا باب ۱۷)

"پس چاہیئے کہ تم کامل ہو جیسا کہ تمہارا آسمانی باپ کامل ہے"۔
(متی باب ۵)

"تمہارا باپ تمہارے مانگنے سے پہلے ہی جانتا ہے کہ تم کن کن چیزوں کے محتاج ہو.... ہوا کے پرندوں کو دیکھو کہ نہ بوتے ہیں نہ کاٹتے ہیں۔ نہ کوٹھیوں میں جمع کرتے ہیں تو بھی تمہارا آسمانی باپ اُن کو کھلاتا ہے"۔ (متی باب ۶)

ان آیات میں خدا تعالیٰ کی توحید کی تعلیم دی گئی ہے اور اس کے رنگ میں رنگین ہونے اور اسی پاک اور بے عیب ذات پر بھروسہ کرنے کی تلقین کی گئی ہے انجیل و بائیبل کی یہ ایک خاص اصطلاح ہے کہ اللہ تعالیٰ کی پاک ذات کو باپ کر کے پکارا گیا ہے۔

"ایک عالم شرع نے آزمانے کے لئے اُس سے پوچھا اے اُستاد! توریت میں کونسا حکم بڑا ہے؟ اس نے اس سے کہا کہ خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل سے محبت رکھ بڑا اور پہلا حکم یہی ہے اور دوسرا اس کی مانند یہ ہے کہ اپنے پڑوسی سے اپنے برابر محبت رکھ۔ انہی دو حکموں پر تمام توراۃ اور انبیاء کے صحیفوں کا مدار ہے"۔
(متی باب ۲۲)

تعلق باللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ کی واضح تعلیم بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا ہر پاکباز نبی دیتا چلا آیا ہے۔ یہی فلسفہ توحید ان آیات میں بیان ہوا ہے جو اس حقیقت کی غمازی کر رہا ہے کہ حضرت مسیح ناصری جو توریت کو منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے کے لئے تشریف لائے تھے اسی فلسفہ توحید پر قائم تھے۔

وحی الٰہی

موجودہ اناجیل سے اس حقیقت کا ثبوت بھی ملتا ہے کہ حضرت مسیح ناصریؑ پر اللہ تعالیٰ کا پاک کلام نازل ہوا کرتا تھا اور اسی وحی کے مطابق آپ تعلیم دیا کرتے تھے فرمایا:-

"میں اپنے آپ سے کچھ نہیں کر سکتا جیسا سنتا ہوں عدالت کرتا ہوں اور میری عدالت راست ہے کیونکہ میں اپنی مرضی نہیں بلکہ اپنے بھیجنے والے کی مرضی چاہتا ہوں"۔
(یوحنا باب ۵)

"یہودیوں نے تعجب کر کے کہا کہ اس کو بغیر پڑھے کیونکر علم آگیا۔ یسوع نے جواب میں اُن سے کہا کہ میری تعلیم میری نہیں بلکہ میرے بھیجنے والے کی ہے اگر کوئی اس کی مرضی پر چلنا چاہے تو وہ اس کی تعلیم کی بابت جان لے گا کہ خدا کی طرف سے ہے یا میں اپنی طرف سے کہتا ہوں۔ جو اپنی طرف سے کچھ کہتا ہے وہ اپنی عزت چاہتا ہے لیکن جو اپنے بھیجنے والے کی عزت چاہتا ہے وہ سچا ہے اور اس میں ناراستی نہیں"۔ (یوحنا باب ۷)

"جس نے مجھے بھیجا ہے وہ سچا ہے اور جو میں نے اُس سے سُنا وہی دُنیا سے کہتا ہوں.... جس طرح باپ نے مجھے سکھایا اسی طرح یہ باتیں کہتا ہوں اور جس نے مجھے بھیجا وہ میرے ساتھ ہے۔ اُس نے مجھے اکیلا نہیں چھوڑا کیونکہ میں ہمیشہ وہی کام کرتا ہوں جو اُسے پسند آتے ہیں"۔ (یوحنا باب ۸)

"یسوع نے اُن سے کہا اگر تم ابراہام کے فرزند ہوتے تو ابراہام کے سے کام کرتے۔ لیکن اب تم مجھ جیسے شخص کے قتل کی کوشش میں ہو جس نے تم کو وہی حق بات بتائی جو خدا سے سُنی.... میں خدا میں سے نکلا اور آیا ہوں کیونکہ میں آپ سے نہیں آیا اُسی نے مجھے بھیجا.... تم میں کون مجھ پر گناہ ثابت کرتا ہے۔ جو خدا سے ہوتا ہے وہ خدا کی باتیں سنتا ہے تم اس سے نہیں سُنتے کہ خدا سے نہیں ہو"۔
(یوحنا باب ۸)

"میں نے کچھ اپنی طرف سے نہیں کہا بلکہ باپ جس نے مجھے بھیجا ہے اُسی نے مجھے حکم دیا ہے کہ کیا کہوں اور کیا بولوں اور میں جانتا ہوں کہ اس کا حکم ہمیشہ کی زندگی ہے۔ پس جو کچھ میں کہتا ہوں جس طرح باپ نے مجھ سے فرمایا ہے اسی طرح کہتا ہوں"۔ (یوحنا باب ۱۲)

"جو مجھ سے محبت نہیں کرتا وہ میرے کلام پر عمل نہیں کرتا اور جو کلام تم سنتے ہو وہ میرا نہیں بلکہ باپ کا ہے جس نے مجھے بھیجا"۔ (یوحنا باب ۱۴)

"میں آسمان سے اس لئے نہیں اُترا ہوں کہ اپنی مرضی کے موافق عمل کروں بلکہ اس لئے کہ اپنے بھیجنے والے کی مرضی کے موافق عمل کروں..... اور انہوں نے کہا کیا یہ یوسف کا بیٹا یسوع نہیں جس کے باپ اور ماں کو ہم جانتے ہیں۔ اب یہ کیونکر کہتا ہے کہ میں آسمان سے اُترا ہوں۔ یسوع نے جواب میں اُن سے کہا آپس میں نہ بڑبڑاؤ کوئی میرے پاس نہیں آتا جب تک باپ جس نے مجھے بھیجا اُسے کھینچ نہ لے"۔ (یوحنا باب ۶)

ان آیات میں "جیسا سنتا ہوں" "میری تعلیم میری نہیں بلکہ میرے بھیجنے والے کی ہے" "خدا کی طرف سے ہے"۔ "جو میں نے اس سے سُنا وہی دُنیا سے کہتا ہوں"۔ "جس طرح باپ نے مجھے سکھایا"۔ "وہی حق بات بتائی جو خدا سے سُنی"۔ "جو کلام تم سنتے ہو وہ میرا نہیں بلکہ باپ کا ہے" وغیرہ الفاظ بالبداہت بتا رہے ہیں کہ حضرت مسیح ناصری پر اللہ تعالیٰ کی وحی نازل ہوتی تھی اور اُسی کے مطابق آپ تعلیم دیتے تھے۔ علاوہ ازیں آخری آیات سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آپ جو مریم صدیقہ کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ انجیل کی اصطلاح میں آسمان سے اُترے تھے۔ گویا عزت و تکریم کے لئے "آسمان سے اُترنے" کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

رسول اللہ

رسول اللہ اور مرسل من اللہ کے معنے ہوتے ہیں "اللہ کا بھیجا ہوا" اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا۔ حضرت مسیح ناصری کے لئے بکثرت یہ الفاظ استعمال ہوئے ہیں اوپر کی آیات میں بھی موجود ہیں اور مندرجہ ذیل آیات میں بھی۔ پس موجودہ اناجیل کی رُو سے بھی حضرت مسیح ناصری اللہ تعالیٰ کے سچے رسول تھے۔ فرمایا:-

"میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔ اس آیت میں "بھیجا گیا" کے الفاظ جہاں یہ بتا رہے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول تھے وہاں یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ کا یہ پیغام صرف بنی اسرائیل کے لئے تھا۔ قرآن کریم میں رسولاً الیٰ بنی اسرائیل کے الفاظ اسی حقیقت کی غمازی کر رہے ہیں فرمایا:-

"جو بیٹے کی عزت نہیں کرتا وہ باپ کی جس نے اُسے بھیجا ہے۔ عزت نہیں کرتا"۔ (یوحنا باب ۵)

"خدا کا کام یہ ہے کہ جسے اس نے بھیجا اس پر ایمان لاؤ"۔
(یوحنا باب ۶)

"میں آپ سے نہیں آیا مگر جس نے مجھے بھیجا ہے وہ سچا ہے اس پر ایمان لاؤ"۔ (یوحنا باب ۷)

"میں ہوں اور باپ ہے جس نے مجھے بھیجا ہے.... ایک تو میں خود اپنی گواہی دیتا ہوں اور ایک باپ جس نے مجھے بھیجا میری گواہی دیتا ہے"۔ (یوحنا باب ۸)

"جو مجھے قبول کرتا ہے وہ میرے بھیجنے والے کو قبول کرتا ہے"۔
(یوحنا باب ۱۳)

"دُنیا ایمان لائے کہ تو ہی نے مجھے بھیجا ہے"۔ "اور انہوں نے بھی جانا کہ تو نے مجھے بھیجا"۔
(یوحنا باب ۱۷)

ان تمام آیات سے بالبداہت ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح ناصریؑ بڑی کثرت سے اپنے لئے رسول اللہ ہونے کے الفاظ استعمال کرتے تھے اور آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول تھے۔

نبی حضرت مسیح ناصریؑ کے لئے اناجیل میں نبی کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے ملاحظہ ہو:۔

"یسوع نے اُن سے کہا کہ نبی اپنے وطن اور اپنے گھر کے سوا اور کہیں بے عزت نہیں ہوتا۔" (متی باب ۱۳)

"اور وہ اُسے پکڑنے کی کوشش میں تھے کیونکہ وہ اسے نبی جانتے تھے۔ (متی باب ۲۱) "عورت نے اس سے کہا اے خداوند مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تُو نبی ہے۔" (یوحنا باب ۴) "یسوع نے خود گواہی دی کہ نبی اپنے وطن میں عزت نہیں پاتا۔" (یوحنا باب ۴) "پس جو معجزہ اس نے دکھایا وہ لوگ اُسے دیکھ کر کہنے لگے جو نبی دُنیا میں آنے والا تھا فی الحقیقت یہی ہے۔" (یوحنا باب ۶)

یہ تو مثبت پہلو ہے منفی پہلو یہ ہے کہ اناجیل میں حضرت مسیح ناصریؑ نے اپنی نبوت و رسالت سے کبھی انکار نہیں کیا۔

اخلاقی تعلیم

فرمایا:۔

"مبارک ہیں وہ جو دل کے غریب ہیں کیونکہ آسمان کی بادشاہی انہیں کی ہے۔ مبارک ہیں وہ جو غمگین ہیں کیونکہ وہ تسلی پائیں گے۔ مبارک ہیں وہ جو حلیم ہیں کیونکہ وہ زمین کے وارث ہوں گے۔ مبارک ہیں جو راستبازی کے بھوکے اور پیاسے ہیں کیونکہ وہ آسودہ ہوں گے۔ مبارک ہیں وہ جو رحمدل ہیں ان پر رحم کیا جائے گا۔ مبارک ہیں وہ جو پاک دل ہیں کیونکہ وہ خُدا کو دیکھیں گے۔ مبارک ہیں وہ جو صُلح کراتے ہیں کیونکہ وہ خُدا کے بیٹے کہلائیں گے۔ مبارک ہیں وہ جو راستبازی کے سبب ستائے گئے ہیں کیونکہ آسمان کی بادشاہی انہیں کی ہے .... اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اور اپنے ستانے والوں کے لئے دُعا کرو تاکہ تم اپنے باپ کے جو آسمان پر ہے بیٹے ٹھہرو کیونکہ وہ اپنے سُورج کو بدوں اور نیکوں دونوں پر چمکاتا ہے اور راستبازوں اور ناراستوں دونوں پر مینہ برساتا ہے .... اے محنت اُٹھانے والو اور بوجھ سے دبے ہوئے لوگو سب میرے پاس آؤ میں تم کو آرام دوں گا۔

(اقتباسات از متی)

دُعا کی اہمیت

حضرت مسیح ناصریؑ نے دُعا کو بہت اہمیت دی ہے اور اپنے پیروکاروں کو بھی خدا تعالیٰ کے حضور دُعائیں کرنے کی نہایت مؤثر رنگ میں تحریک فرمائی ہے اور خود بھی کربناک دُعائیں کی ہیں فرمایا ہے۔

"اور جب تم دُعا کرو تو ریاکاروں کی مانند نہ ہو .... جب تو دُعا کرے تو اپنی کوٹھڑی میں جا اور اپنا دروازہ بند کر کے اپنے باپ سے جو پوشیدگی میں ہے دُعا کر ... مانگو تو تم کو دیا جائے گا۔ ڈھونڈو تو پاؤ گے۔ دروازہ کھٹکھٹاؤ تو تمہارے واسطے کھولا جائے گا کیونکہ جو کوئی مانگتا ہے اسے ملتا ہے اور جو ڈھونڈتا ہے وہ پاتا ہے اور جو کھٹکھٹاتا ہے اس کے واسطے کھولا جاتا ہے .... پس جبکہ تم بُرے ہو کر اپنے بچوں کو اچھی چیزیں دینا جانتے ہو تو تمہارا باپ جو آسمان پر ہے اپنے مانگنے والوں کو اچھی چیزیں کیوں نہ دیگا؟"

واقعہ صلیب کے موقعہ پر حضرت مسیح ناصری نے بڑی کربناک دُعائیں اللہ تعالیٰ کے حضور کی ہیں فرمایا:۔

"ذرا آگے بڑھا اور منہ کے بل گر کر یُوں دُعا کی کہ اے میرے باپ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے۔" (متی باب ۲۶)

واقعۂ صلیب

حضرت مسیح ناصریؑ نے جب اپنا دعویٰ بنی اسرائیل کے سامنے پیش کیا تو دُوسرے انبیاء کرام کی طرح آپ کی بھی شدید مخالفت ہوئی بائیبل میں پیشگوئی تھی کہ مسیح کی صداقت کی گواہی ایلیا نبی آسمان سے اُتر کر دیں گے اس کا جواب حضرت مسیح نے یہ دیا کہ یُوحنا (یحییٰ) ایلیا کے رنگ میں آچکا ہے۔ مگر یہودیوں نے اس تاویل کو قبول نہ کیا اور سخت ترین مخالفت کی بائیبل میں بتایا گیا تھا کہ جو کوئی لکڑی یعنی صلیب پر لٹکایا جائے وہ لعنتی ہے۔ (گلتیوں ۱۳/۳) اس لئے یہود نامسعود نے حضرت مسیح ناصری کو جھوٹا اور لعنتی ثابت کرنے کے لئے صلیب کی لکڑی پر مارنے کی پوری کوشش کی۔

عظیم الشان پیشگوئی

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے دَورِ حاضر کے متعلق ایک بڑی ہی پُر عظمت پیشگوئی بیان فرمائی ہے جو بڑی وضاحت کے ساتھ جماعت احمدیہ کے وجود میں پوری ہو گئی ہے

یہ پیشگوئی اس طرح شروع ہوتی ہے

"اے یروشلم اے یروشلم تو جو نبیوں کو قتل کرتا ہے اور جو تیرے پاس بھیجے گئے اُن کو سنگسار کرتا ہے۔ دیکھو تمہارا گھر تمہارے لئے ویران چھوڑا جاتا ہے کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ اب سے مجھے پھر ہرگز نہ دیکھو گے جب تک نہ کہو گے کہ مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام پر آتا ہے ..... اور بادشاہی کی مُنادی تمام دُنیا میں ہوگی تاکہ سب قوموں کے لئے گواہی ہو۔"

(اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ رُوحانی بادشاہت بنی اسرائیل سے بنی اسمٰعیل کی طرف منتقل ہو جائے گی اور عالمگیر ہوگی اور مسیح موعود حضرت مسیح ناصری کے نام پر آئے گا خود نہیں آئے گا

پھر فرمایا:۔

"جیسے بجلی پورب سے کوند کر پچھم تک دکھائی دیتی ہے ویسے ہی ابن آدم کا آنا ہوگا۔"

اس آیت میں دورِ حاضر کے خصوصی آلاتِ سائنس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ جن کے ذریعہ سے بجلی کی طرح اس کا پیغام زمین کے کناروں تک پہنچ جائے گا اس کے بعد یہ بتایا گیا ہے کہ چاند، سُورج گرہن کا نشان ابنِ آدم یعنی مسیح موعود کے لئے آسمان پر دکھایا جائے گا۔ چنانچہ یہ عظیم الشان اور عالمگیر نشان بھی آسمان پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے دکھایا گیا اس کے بعد لکھا ہے:۔

"اور اس وقت زمین کی سب قومیں چھاتی پیٹیں گی اور ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتا دیکھیں گی۔"

ان آیات میں ایک بڑی ہی ایمان افروز بات بیان کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس زمانہ میں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ سے علم پا کر ایک ایسی حقیقت کا انکشاف فرمایا ہے کہ جس کے نتیجہ میں واقعی زمین کی سب قومیں چھاتی پیٹ رہی ہیں۔ حضور نے مسیح کی صلیبی موت سے نجات ثابت کر کے یہود نامسعود کو جھوٹا اور حضرت مسیح ناصری کو سچا ثابت کر دیا ہے یہود چھاتی پیٹ رہے ہیں اسی طرح عیسائیوں کے لئے مسیح کی صلیبی موت سے نجات ثابت کر کے کفارہ کا مسئلہ باطل کر دیا ہے وہ بھی اپنی چھاتی پیٹ رہے ہیں۔ قرآن کریم کی تیس آیات سے مسیح کی طبعی وفات ثابت کر کے مسلمان علماء کی تمام اُمیدوں پر پانی پھیر دیا ہے وہ بھی اپنی چھاتی پیٹ رہے ہیں۔ بُدھ لٹریچر سے حضرت مسیح ناصری کی اسی علاقہ میں آمد اور کامیابی ثابت کر کے اور حضرت مسیح ناصری کی اس علاقہ میں عظمت و شوکت ثابت کر کے ان کی ہدایات کے سامان پیدا کر دیئے ہیں اور یہ اقوام الگ اس انکشاف کے نتیجہ میں چھاتی پیٹ رہی ہیں۔ علاوہ ازیں بنی اسرائیل کے دس گمشدہ قبائل کی واضح طور پر نشاندہی فرما کر اور مسیح ناصری کی ان کھوئی ہوئی بھیڑوں میں عظمت پانے کے دلائل مہیا فرما کر ان سب قوموں کے چھاتی پیٹنے کے سامان پیدا کر دیئے ہیں اسی طرح ہندوستان کشمیر سرینگر میں آپؑ کی قبر بتا کر ان اقوام کے لئے ہدایت کے سامان پیدا کر دیئے ہیں۔ پس حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی یہ ایک نہایت عظیم الشان پیشگوئی دَورِ حاضر میں پوری ہوئی ہے کہ:۔

"اور اس وقت زمین کی سب قومیں چھاتی پیٹیں گی۔"

اس کے بعد لکھا ہے:۔

"لیکن اس دن اور اس گھڑی کی بابت کوئی نہیں جانتا نہ آسمان کے فرشتے نہ بیٹا مگر صرف باپ جیسا نوحؑ کے دنوں میں ہوا۔ ایسا ہی ابنِ آدم کے آنے کے وقت ہوگا.... پس جاگتے رہو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ تمہارا خداوند کس دن آئے گا لیکن یہ جان رکھو کہ اگر گھر کے مالک کو معلوم ہوتا کہ چور رات کے کون سے پہر آئے گا تو جاگتا رہتا اور اپنے گھر میں نقب نہ لگانے دیتا اس لئے تم بھی تیار رہو کیونکہ جس گھڑی تم کو گمان بھی نہ ہوگا ابنِ آدم آ جائے گا۔"

(متی باب ۲۵)

دُعائے مغفرت: (۱) مورخہ ۲۳/۲۴ مارچ کی درمیانی شب بوقت قریباً ۱۲/۱ بجے مکرم مرزا ظہیر الدین منور احمد صاحب درویش کے برادرِ نسبتی مکرم مشرف خان صاحب قادیان میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم اٹاوہ (یُوپی) کے متوطن تھے اور ایک عرصہ سے اپنے بہنوئی کے پاس قادیان میں مقیم تھے۔ مورخہ ۲۴/۳/۸۳ کو بعد نماز عصر صحن مسجد احمدیہ میں محترم حضرت امیر صاحب مقامی نے مرحوم کی نماز جنازہ پڑھائی بعدہٗ میّت کو عام قبرستان میں سپردِ خاک کیا گیا۔ قبر تیار ہونے پر محترم حضرت امیر صاحب نے ہی اجتماعی دُعا کروائی — (۲) — مکرم محمد جلیس الدین صاحب گوملا رانچی (بہار) بغرض تحریک دُعا مختلف مدّات میں بیس روپے ارسال کر کے اطلاع دیتے ہیں کہ اُن کی خالہ محترمہ شہیدن بی بی صاحبہ زوجہ مکرم شیخ امام بخش صاحب احمدی مرحوم وفات پا گئی ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون — قارئین بدر سے مرحومہ کی مغفرت، بلندیٔ درجات اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا ہونے کیلئے درخواستِ دُعا ہے۔ (ادارہ)

امن کا شہزادہ

بانیٔ جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

از مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

مذاہبِ عالم کی تاریخ کا جائزہ لینے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ ہر نبی اور اوتار نے اپنی قوم کے بگڑ جانے اور پھر اس بگاڑ کے زمانہ میں دوبارہ اپنی آمد کی خبر دی ہے لیکن یہ خیال کرنا کہ گویا ہر نبی بنفسِ نفیس خود ہی اپنی قوم کی اصلاح کی خاطر دوبارہ دنیا میں آئے گا جہاں الٰہی نوشتوں کے مطابق امر محال ہے وہاں عقلِ سلیم کے بھی خلاف ہے — پس ہندوؤں اور مسلمانوں اور سکھوں اور عیسائیوں اور دیگر مذاہب کی کتب میں جو ایک اوتار کی آمد کی پیشگوئی پائی جاتی ہے اور "نہہ کلنک" "امام مہدی" "مسیح موعود" "پرگنہ بٹالہ کا گورو" وغیرہ ناموں سے اس اوتار کو یاد کیا گیا ہے دراصل یہ سب نام ایک ہی وجود کے لئے بولے گئے ہیں جو کلجگ کے زمانہ میں موعود اقوامِ عالم کے روپ میں ظاہر ہونے والا تھا جس کے ذمہ یہ کام لگایا گیا تھا کہ وہ تمام قوموں اور جملہ مذاہب کے پیروکاروں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر کے خدائے واحد کے آستانہ پر جھکائے۔ چنانچہ ایک ہندو ودوان سوامی سیولانا تھ جی نے ۱۹۱۴ء میں رسالہ "ست اپدیش" میں اس نظریہ کی تائید کرتے ہوئے لکھا تھا۔

"سنسار کی ساری دھرم پستکوں میں لکھا ہے کہ اب ایک کسی ایسی ستا کا پرادربھاو ہونے والا ہے کہ اس کے آنے سے سارے کشٹ دور ہو جائیں گے۔ ہندو کہتے ہیں کہ وہ پوران برہم نش کلنک اوتار دھارن کریں گے۔ مسلمانوں کا کہنا ہے کہ امام مہدی کا پرادربھاو ہوگا۔ سکھوں کا وشواس ہے کلنکی اوتار ہوگا۔ عیسائی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ الیشور سے ایک ہو کر پدھاریں گے۔ پرنتو اب یہ جاننا شیش ہے کہ ساری ستیائیں پرتھک پرتھک ہوں گی یا ایک ہی۔ اس کا اُتر یہ ہے کہ نہیں یہ ایک ہی ہوں گا۔ ہندو اسے اپنی درشٹ سے دیکھیں گے مسلمان اپنی سے اور سکھ و عیسائی اسے اپنی درشٹ سے دیکھیں گے۔"

(رسالہ ست اپدیش ستمبر ۱۹۱۴ء صفحہ ۱۳)

بانیٔ جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام (۱۸۳۵ء - ۱۹۰۸ء) کو خدا تعالیٰ نے الہاماً فرمایا جری اللّٰہ فی حُلل الانبیاء کہ تو اللہ کا پہلوان ہے جو تمام نبیوں کا لباس پہنا کر بھیجا گیا ہے چنانچہ اپنی بعثت کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"میں ان گناہوں کو دور کرنے کے لئے جن سے زمین پُر ہو گئی ہے جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں ہوں جو ہندو مذہب کے اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا یا یوں کہنا چاہئیے کہ روحانی حقیقت کی رو سے میں وہی ہوں یہ خیال اور قیاس نہیں بلکہ وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے اس نے میرے پر ظاہر کیا ہے اور نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ مجھے بتلایا ہے کہ تو ہندوؤں کے لئے کرشن اور مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود ہے ..... یہ خدا کی وحی ہے جس کے اظہار کے بغیر میں رہ نہیں سکتا۔" (لیکچر سیالکوٹ)

معزز قارئین! یہ زمانہ جو نیکی اور بدی کی آخری جنگ کا زمانہ ہے۔ جہاں شیطان اپنی تمام تر طاقتوں کے ساتھ انسان کو گمراہ کرنے کے درپے ہے وہاں رحمٰن خدا نے اپنے فضل سے ہدایت کے سامان بھی کر دیئے ہیں اور اب اس آخری جنگ میں بہرحال خدائے رحمٰن کی فتح اور شیطان کی مکمل شکست مقدر ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ لوگوں کے دلوں میں دھرم اور مذہب کی طرف میلان بڑھتا جا رہا ہے۔ مذاہبِ عالم کی چھان بین ہو رہی ہے اور مذہبی آزادی کے اس زمانہ میں مختلف مذاہب کے پیروکار اپنے اپنے مذہب کی برتری ثابت کرنے میں لگے ہوئے ہیں — لیکن اکثر دیکھنے اور سننے میں آتا ہے کہ یہ کوشش کچھ ایسے غلط طریق پر ہوتی ہیں کہ جس کے نتیجہ میں باہمی منافرت بڑھ جاتی ہے اور ایک دوسرے کو سمجھنے کے لئے قریب آنے کی بجائے مزید دوری واقع ہو جاتی ہے بلکہ بسا اوقات فرقہ وارانہ کشیدگی شدید فسادات کا موجب بن جاتی ہے اور مذہب جو صلح و آشتی کا سرچشمہ ہوتا ہے چند مفاد پرست افراد کی غلط کاریوں کے باعث بدنام ہو جاتا ہے — !

شہزادۂ امن حضرت بانیٔ جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کی حسین اور امن بخش تعلیمات کی روشنی میں اس قسم کی بے چینی اور باہمی منافرت اور فرقہ وارانہ کشیدگی کو دور کرنے، مختلف اہلِ مذاہب کے درمیان جذبۂ محبت کو فروغ دینے اور باہم مل بیٹھ کر ایک دوسرے کے نظریات کو سمجھنے کے لئے نہ صرف نہایت زریں اصول دنیا کے سامنے پیش فرمائے بلکہ خود بھی ان پر عمل کر کے دکھایا اور اپنی جماعت کو بھی ان پر کاربند کر کے دکھا دیا — چنانچہ ۱۸۹۷ء ۱۸۹۸ء میں جبکہ خاص طور پر مذہبی مباحثات کا زور تھا اور آپس کی مخالفت بڑھ رہی تھی حضرت بانیٔ جماعتِ احمدیہ علیہ السلام نے حکومتِ وقت کو ایک میموریل تیار کر کے بھجوایا اور اس کو طبع کر کے شائع بھی کر دیا اس میں آپ نے خاص طور پر مندرجہ ذیل تین تجاویز گورنمنٹ کے سامنے رکھی تھیں۔

اوّل — یہ کہ قانون پاس کر دینا چاہئیے کہ ہر ایک مذہب کے پیرو اپنے مذہب کی خوبیاں تو بیشک بیان کریں لیکن دوسرے مذہب پر حملہ کرنے کی ان کو اجازت نہ ہو گی اس قانون سے نہ تو مذہبی آزادی میں فرق آوے گا اور نہ کسی خاص مذہب کی طرفداری ہو گی اور کوئی وجہ نہیں کہ کسی مذہب کے پیرو اس بات پر ناخوش ہوں کہ ان کو دوسرے مذاہب پر حملہ کرنے کی اجازت کیوں نہیں دی جاتی۔

۲ — اگر یہ طریق منظور نہ ہو تو کم از کم یہ کیا جائے کہ کسی مذہب پر ایسے حملے کرنے سے لوگوں کو روک دیا جائے جو خود ان کے مذہب پر پڑتے ہوں یعنی اپنے مخالف کے خلاف وہ ایسی باتیں پیش نہ کریں جو خود ان کے ہی مذہب میں موجود ہوں۔

۳ — اگر یہ بھی ناپسند ہو تو گورنمنٹ ہر ایک فرقہ سے دریافت کر کے اس کے مسلمہ کتب مذہبی کی فہرست تیار کرے اور یہ قانون پاس کر دیا جائے کہ اس مذہب پر ان کتابوں سے باہر کوئی اعتراض نہ کیا جائے کیونکہ اعتراضات کی بنیاد صرف خیالی یا جھوٹی روایات پر ہو جنہیں اس مذہب کے پیرو تسلیم ہی نہیں کرتے تو پھر ان کی رو سے اعتراض کرنے کا نتیجہ باہمی بغض و عداوت ترقی کرنے کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔

افسوس کہ حکومت نے اس وقت ان قیمتی تجاویز کو قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھا اور ان کو معمولی خیال کر کے نظر انداز کر دیا لیکن بالآخر مذہبی فسادات سے تنگ آ کر پورے دس سال بعد یعنی ۱۹۰۸ء میں حکومت کو مجبوراً یہ قانون پاس کرنا پڑا کہ ایک مذہب کے لوگوں کو دوسرے مذہب پر حملہ کرنا اور ناروا سختی کرنا درست نہیں اگر کوئی ایسا کرے تو اس پمفلٹ یا مضمون کے چھاپنے والے پریس یا اخبار کی ضمانت لی جائے یا اسے ضبط کیا جائے۔

(بحوالہ سیرت حضرت مسیح موعود مصنفہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود رضی اللہ عنہ)

آج جب کہ ہندوستان میں سیکولر حکومت ہے اور ہر طرح کی مذہبی آزادی حاصل ہے جماعتِ احمدیہ جملہ مذاہب کے پیشوایان کا احترام کرنے اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی کی فضا کو استوار کرنے کی غرض سے ہر سال جلسہ پیشوایان مذاہب کا انعقاد کرتی ہے اور مختلف مذاہب کے نمائندوں کو مدعو کرتی ہے تاکہ ایک سٹیج سے مختلف مذاہب کے بانیان کی سیرت و سوانح اور ان کی تعلیمات کو پیش کیا جا سکے۔

امن کے شہزادہ بانیٔ جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو دنیا میں باہمی صلح، امن اور آشتی قائم کرنے کی اس قدر تڑپ تھی کہ ۱۹۰۸ء میں اپنی زندگی کے آخری دو تین دنوں میں ایک رسالہ "پیغامِ صلح" کے نام سے تصنیف فرمایا اور اس کے آغاز ہی میں اہلِ ہند کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

"اے ہم وطن بھائیو! یہ مختصر رسالہ جس کا نام ہے "پیغامِ صلح" باادب تمام آپ صاحبوں کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے اور بصدقِ دل دعا کی جاتی ہے کہ وہ قادر خدا

آپ صاحبوں کے دلوں میں خود الہام کرے اور ہماری ہمدردی کا راز آپ کے دلوں پر کھول دے تا آپ اس دوستانہ تحفہ کو کسی خاص مطلب اور نفسانی غرض پر مبنی تصور نہ فرمائیں۔"

اس مختصر رسالہ میں حضور علیہ السلام نے باہمی صلح اور آشتی اور امنِ عالم کے لئے جو زرّیں اُصول بیان فرمائے ہیں ذیل میں ان کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے تاکہ قارئین اندازہ کر سکیں کہ موعود اقوامِ عالم فی الواقعی امن کا شہزادہ تھا اور آج بھی دُنیا اسلام کی ان حسین تعلیمات پر کاربند ہو جائے تو دُنیا سے بے چینی اور فساد کا قلع قمع ہو سکتا ہے۔

ہر قوم میں نبی گزرے ہیں

پیشوایانِ مذاہب کے احترام کے سلسلہ میں حضرت بانی جماعتِ احمدیہ علیہ السلام نے قرآن مجید کی پہلی سُورۃ، سورت فاتحہ کی سب سے پہلی آیت اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے کسی قوم کے ساتھ فرق نہیں کیا اور سب کو اپنی ربوبیت سے فیضیاب کیا ہے اور جیسا کہ خدا تعالیٰ نے ہر ملک کے باشندوں کے لئے اُن کے مناسبِ حال اُن کی جسمانی تربیت کے سامان کئے اسی طرح ہر ملک اور قوم کو رُوحانی تربیت سے بھی فیضیاب کیا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ایک اور جگہ آیا ہے وَاِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْھَا نَذِیْرٌ کہ کوئی قوم ایسی نہیں جس میں کوئی نبی رسول نہیں بھیجا گیا۔

پیشوایانِ مذاہب کا احترام ضروری ہے

حضور علیہ السلام نے واشگاف الفاظ میں اس بنیادی امر کی وضاحت فرمائی ہے کہ مختلف قوموں کے درمیان اُسی وقت حقیقی صلح ہو سکتی ہے جب ایک قوم دُوسری قوم کے مقبول پیغمبر اور مقبول الہامی کتاب کو عزت و تکریم کی نگاہ سے دیکھے آپ نے فرمایا ان قوموں میں ہرگز سچا اتفاق نہیں ہو سکتا جن میں سے ایک قوم یا دونوں ایک دُوسرے کے نبی اور اوتار کو بدی یا بدزبانی کے ساتھ یاد کرتے رہتے ہیں اس تعلق میں آپ نے اپنے عقیدہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم لوگ دوسری قوموں کے نبیوں کی نسبت ہرگز بدزبانی نہیں کرتے بلکہ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ جس قدر دنیا میں نبی آئے اور کروڑہا لوگوں نے اُن کو مانا اور ایک زمانہ دراز اُس محبت اور اعتقاد میں گزر گیا تو بس یہی ایک دلیل ان کی سچائی پر کافی ہے کیونکہ خدا اپنے مقبول بندوں کی عزّت دوسروں کو ہرگز نہیں دیتا۔

صلح کا اقرار نامہ

ہندو اور مسلمانوں میں خصوصاً باہمی صلح کی عملی صورت کا ذکر کرتے ہوئے حضور علیہ السلام نے فرمایا اگر اس قسم کی صلح نامہ کے لئے ہندو صاحبان اور آریہ صاحبان تیار ہوں کہ وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا سچا نبی مان لیں اور آئندہ توہین و تکذیب چھوڑ دیں تو میں سب سے پہلے اس اقرار نامہ پر دستخط کرنے کے لئے تیار ہوں کہ ہم احمدی سلسلہ کے لوگ ہمیشہ وید کے مصدّق ہوں گے اور وید اور اس کے رشیوں کا تعظیم اور محبت سے نام لیں گے اور اگر ایسا نہ کریں گے تو ایک بڑی رقم تاوان کی جو تین لاکھ روپے سے کم نہیں ہو گی ہندو صاحبوں کی خدمت میں ادا کریں گے اور اگر ہندو صاحبان دل سے ہمارے ساتھ صفائی چاہتے ہیں تو وہ بھی ایسا ہی اقرار لکھ کر اس پر دستخط کریں لیکن ایسے معاہدہ پر فریقین کے دس دس ہزار سمجھدار لوگوں کے دستخط بھی ہونے چاہئیں۔

الغرض حضرت بانی جماعت احمدیہ مسیح موعود علیہ السلام نے صلح اور آشتی پھیلانے اور امنِ عالم کے قیام کی ہر ممکن کوشش فرمائی ہے اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ تمام اہلِ مذاہب کے دلوں میں ان زرّیں اُصولوں کی وقعت اور قدر و قیمت کا احساس پیدا کرے اور امن کے شہزادہ کے تئیں دلوں میں محبت و عقیدت پیدا فرمائے۔ دیکھئے کتنے محبت بھرے الفاظ میں نوع انسان سے سچی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"میں بکمال ادب و انکسار حضرات علماء مسلمانان و علماء عیسائیان و پنڈتان ہندوان و آریان کو یہ اشتہار بھیجتا ہوں اور اطلاع دیتا ہوں کہ میں اخلاقی و اعتقادی و ایمانی کمزوریوں اور غلطیوں کی اصلاح کے لئے دُنیا میں بھیجا گیا ہوں۔ میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دُنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ میں بنی نوع سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر میں صرف اُن باطل عقائد کا دُشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اُصول۔"

(اربعین نمبر ۱)

افسوس! حضرت مولوی محمد دین صاحب وفات پا گئے

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

قادیان ۳ شہادت (اپریل) --- روزنامہ الفضل ربوہ مجریہ ۲۰ امان (مارچ) ۱۳۶۲ ہش / ۱۹۸۳ء کے حوالے سے ہم اپنے قارئین تک گہرے دلی رنج اور افسوس کے ساتھ یہ اندوہناک خبر پہنچا رہے ہیں کہ سلسلہ کے ایک نہایت مخلص و ممتاز خادم، بے نفس واقفِ زندگی اور مستجاب الدعوات بزرگ حضرت مولوی محمد دین صاحب صدر صدر انجمن احمدیہ ربوہ مورخہ ۱۸ امان (مارچ) ۱۳۶۲ ہش / ۱۹۸۳ء کو بعمر قریباً ۱۰۲ سال اس دارِ فانی سے رحلت فرما کر عالمِ جاودانی میں اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے اناللہ و انا الیہ راجعون۔

حضرت مولوی صاحب رضی اللہ عنہ کو ۱۹۰۱ء میں (بعمر قریباً ۲۰ سال) سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے دستِ مبارک پر بیعت کرنے کی سعادت حاصل ہوئی تھی آپؓ نے اپنی زندگی کا ہر لمحہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں گزارا حضرت مولوی صاحبؓ کا بابرکت وجود ہر قسم کے تکلف اور تصنع سے بالکل پاک اسلامی تعلیمات کا حسین مرقع تھا۔ آپ ۱۹۰۳ء میں اپنے وطن لاہور سے ہجرت کر کے قادیان تشریف لائے اور پھر ہمیشہ کے لئے یہیں کے ہو رہے۔ ستمبر ۱۹۰۷ء میں جب سیدنا حضرت اقدس مسیح پاک علیہ السلام نے وقفِ زندگی کی پہلی منظم تحریک فرمائی تو حضور علیہ السلام کی آواز پر والہانہ لبیک کہنے والے ابتدائی تیرہ خوش نصیب خدام میں آپکا نام ساتویں نمبر پر تھا۔ حضور علیہ السلام نے آپ کی درخواستِ وقف پر اپنے قلمِ مبارک سے تحریر فرمایا:-

"نتیجہ نکلنے کے بعد اس خدمت پر لگ جائیں"۔

چنانچہ آپ اپنے آقا کے ارشادِ گرامی کی تعمیل میں علیگڑھ سے فارغ التحصیل ہوتے ہی مستقل طور پر خدمتِ سلسلہ میں کمربستہ ہو گئے بحیثیت طالب علم جہاں آپ ہر امتحان میں امتیازی کامیابی حاصل کر کے وظائف کے مستحق قرار پاتے رہے وہاں عملی میدان میں آپ کو ایک لمبے عرصہ تک جماعت کے اعلیٰ تعلیمی اداروں کی سربراہی کا اعزاز حاصل رہا چنانچہ ۱۹۰۹-۱۰ء میں آپ کا تعلیم الاسلام سکول قادیان میں بحیثیت سیکنڈ ہیڈ ماسٹر تقرر عمل میں آیا ۱۹۱۴ء سے ۱۹۲۱ء تک آپ اسی سکول کے ہیڈ ماسٹر رہے اس دوران آپ نے کچھ عرصہ ریویو آف ریلیجنز اردو و انگریزی کی ادارتی ذمہ داریاں بھی نبھائیں۔ جنوری ۱۹۲۳ء سے دسمبر ۱۹۲۵ء تک آپ امریکہ میں تبلیغ اسلام کے فرائض انجام دیتے رہے اور وہاں سے واپس آنے پر ۱۹۲۶ء سے ۱۹۳۲ء تک دوبارہ ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام سکول قادیان اور ۱۹۳۳ء سے ۱۹۴۷ء تک ہیڈ ماسٹر نصرت گرلز ہائی سکول قادیان کے اہم عہدوں پر مامور رہے ملکی تقسیم کے بعد اکتوبر ۱۹۴۷ء سے اپریل ۱۹۶۵ء تک آپ بحیثیت ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ ربوہ اور پھر ۱۹۶۶ء سے ۱۹۸۳ء تک صدر صدر انجمن احمدیہ کے عہدۂ جلیلہ پر فائز رہے۔ گویا ۱۹۰۷ء سے لے کر ۱۹۸۳ء تک کا ۷۶ سالہ طویل عرصہ آپ نے اپنے عہدِ وقف و عہدِ خدمت کو نہایت شاندار اور قابلِ رشک انداز میں نبھا کر ایک حسین اور بہترین نمونہ قائم فرمایا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ مَثْوَاہُ فِیْ اَعْلٰی عِلِّیِّیْن

محترم حضرت مولوی صاحب کی ان بے لوث نمایاں اور طویل المدت خدماتِ جلیلہ کو خراجِ تحسین ادا کرتے ہوئے سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۱۱ امان (مارچ) کے خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا:-

"اب آخر پر میں ایک ایسے داعی الی اللہ کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو تین روز قبل ہم سے جدا ہو گیا یعنی حضرت مولوی محمد دین صاحب۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۹۰۷ء میں جب پہلی مرتبہ وقفِ زندگی کی تحریک فرمائی اور دوستوں کو اس طرف بُلایا کہ اپنا سب کچھ خدا کے حضور پیش کر دیں اور دین کی نصرت کے لئے حاضر ہو جائیں تو وہ تیرہ خوش نصیب جنہوں نے سب سے پہلے اس آواز پر لبیک کہا تھا اُن میں ایک حضرت مولوی محمد دین صاحب بھی تھے اور پھر تمام عمر بڑی وفا کے ساتھ اس عہد کو نبھایا ۱۹۲۳ء سے ۱۹۲۵ء تک آپ بہت کامیابی کے ساتھ امریکہ میں تبلیغ اسلام کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ ان دو سالوں کا تو کیا ذکر تمام عمر آپ ایک نہایت ہی پاک نفس اور درویش صفت انسان کے

(باقی صفحہ ۱۵ پر دیکھئے)

مہاتما گوتم بدھ علیہ السلام

از مکرم مولوی بشیر احمد صاحب طاہر مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

اللہ تعالیٰ نے انسان کو رُوح اور جسم کا مرکب بنایا ہے۔ اور ان ہر دو کی بقاء کے لئے ضروری اسباب بھی مہیا فرمائے ہیں۔ تاجہاں جسم اپنے دائرہ میں پروان چڑھے وہاں رُوح کو بھی اپنے خالق حقیقی سے تعلق پیدا کر کے ابدی سکون حاصل کرنے کے مواقع میسر آئیں۔ چنانچہ جسم کی زندگی کو قائم رکھنے کی خاطر بادلوں سے پانی برسا کر زمین سے روئیدگی کو پیدا کیا اور روحانی زندگی کی بقاء کے لئے ہر زمانہ اور ہر قوم میں اپنے برگزیدہ بندوں کو مبعوث کیا۔ جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن حکیم میں فرماتا ہے وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ کہ کوئی ایسی اُمت نہیں گذری جس میں کوئی ڈرانے والا آیا ہو اور پھر ایک دوسری جگہ فرماتا ہے وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ کہ ہر قوم میں ہم نے ہدایت کا راستہ دکھانے والے وجودوں کو مبعوث کیا۔

مہاتما گوتم بدھ بھی ان ہی وجودوں میں سے ایک تھے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ نے اللہ تعالیٰ سے نور حاصل کر کے دنیا میں ایک عظیم انقلاب برپا کر دیا۔ آپ کا علم روحانی دقیق اور حالات کے مطابق سورج کی طرح چمکا جس سے تاریک دل منور ہوئے اور تہذیب و تمدن کا ایک پاکیزہ ماحول قائم ہوا اور اخلاقی قدریں بھی ترقی کر گئیں۔ آج انسانوں کی ایک بڑی تعداد جو بحیثیت اپنے آپ کو مہاتما بدھ کی طرف منسوب کرنے میں فخر محسوس کرتی ہے ان ایسے وجودوں کی سیرت و سوانح ان کی تعلیم کی تبدیلی تصویر بولتی ہے مگر افسوس کہ آپ کے ماننے والوں نے اس جانب بہت کم توجہ دی اور اس طرح دنیا ایک عظیم المنزلت روحانی شخصیت کی تاریخ سے محروم ہو گئی۔ تاہم بکھرے ہوئے موتیوں سے جو [illegible] قارئین کی خدمت میں پیش ہیں۔

پیدائش اور بچپن | آج سے ۲۵۰۰ سال قبل گنگا

کے میدانوں میں "سکھیا" یا "ساکیا" نامی ایک قبیلہ آباد تھا۔ اس قبیلہ کا ایک نیک اور ہر دلعزیز راجا شدھودن گوتم اس قبیلہ پر راج کرتا تھا جس کا دارالحکومت اور مرکز حکومت کپل وستو تھا جو نیپال کی سرحد پر بنارس سے ۱۳۰ میل دور شمال میں واقع تھا۔ راجا شدھودن کی دو بیویاں تھیں۔ پرجاپتی اور مایا۔ ۵۶۳ ق م میں مایا کے بطن سے ایک خوبصورت بچے نے جنم لیا۔ جس کا نام سدھارت رکھا گیا۔ سدھارت اپنی پیدائش کے آٹھویں دن ہی مادرانہ شفقت سے محروم ہو گیا۔ اور اس طرح مایا اپنے خاوند شدھودن گوتم کو اپنی یادگار دے کر دُنیائے فانی سے کوچ کر گئی۔ سدھارت کی پیدائش پر ہندو رسم و رواج کے مطابق ایک درویش صفت بزرگ "اسیٹا" کو بلایا گیا جس نے بچے کو دیکھ کر راجا شدھودن کو کہا کہ :۔

"یہ وہ شخص پیدا ہوا ہے جو پیدائش کے اختتام کا انکشاف کرے گا اور یہ وہ مقام ہے جس کا حصول بہت مشکل ہے۔ اس کا علم روحانی سورج کی طرح چمکے گا۔ یہ دھوکے اندھیرے کو دور کرے گا۔ ان کے شاندار دھرم کی ندی دانائی کے زور کے ساتھ بہے گی اخلاقیات کے کناروں کے اندر مراقبہ اور راز کا نہ توجہ سے ٹھنڈی ہو کر چلے گی۔ اور مقدس کلام کی خوش آواز پرندوں کی طرح اس کو ڈھانپے ہوں گے اور کون کی پیاس کی ستائی ہوئی دنیا اس سے پئے گی۔ دکھوں اور ذہنی ہجوم و غموم کے ستائے ہوئے یہ لوگ جو پیدائشوں کے چکر میں پھنسے ہوئے ہیں اس کے ذریعہ نجات کا راستہ پائیں گے۔"

(ماخوذ از منظوم کلام "بدھ کے اعمال" مصنفہ اشوا گھوشا)

بُدھ کی جوانی اور شادی

والدہ کے وصال کے بعد سدھارت گوتم کی خالہ نے انہیں اپنے بچے کی طرح پالا اور اس طرح مہاتما بُدھ اپنی جوانی کی حدود کو پہنچے اور اپنی استعدادوں کے مطابق مناسب علوم و فنون سیکھے۔ راجا شدھودن نے چونکہ اسیٹا سے ان کے مستقبل کے متعلق سُن رکھا تھا بہر چند کوشش کی کہ مہاتما بُدھ کو دُنیوی لہو ولعب میں مشغول رکھیں تا ترک دُنیا نہ کرے۔ چنانچہ اچھے خاندان کی ایک خوبصورت لڑکی یشودھرا سے ان کی شادی کر دی اور ایک شاندار محل میں جہاں عیش و عشرت کے سامانوں کی کمی نہ تھی رہائش کا انتظام کیا۔ اسی اثناء میں یشودھرا کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام راہول رکھا گیا۔

بیداری اور ترکِ دُنیا

مہاتما گوتم بُدھ چونکہ بچپن سے ہی سنجیدہ اور سلیم الطبع تھے۔ دُنیا کے شور و غل گہما گہمی اور بارونق محفلوں میں آپ کا جی نہ لگتا تھا۔ ایک طرف راجا شدھودن آپ کو دُنیا کی رنگینیوں میں گُم کرنے کے لئے ہر آن کوشاں رہتے۔ تو دوسری طرف مہاتما بُدھ دُنیوی لذات سے کوسوں دُور دُکھ و تکالیف۔ پیدائش۔ بیماری، بڑھاپا اور موت وغیرہ کو دیکھ کر مغموم رہتے۔ اسی کشمکش کی حالت میں سکونِ قلب اور ابدی مکتی کی خواہش میں آپ نے رہبانیت کا طریق اختیار کرنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ ایک دن مصمم ارادے کے ساتھ محل سے باہر نکل کر جنگل کی راہ لی۔ ایک مقام پر پہنچ کر اپنے سائیس کو جو کہ آپ کا ہمسفر تھا یہ کہہ کر واپس بھیج دیا کہ :۔

"میرے باپ کو کہو کہ غم کرنے کی کوئی بات نہیں ہے۔ میں نے اس ارادے سے ترکِ دُنیا کی ہے کہ میں بڑھاپے اور موت کو ختم کروں۔ میری جدائی پر افسوس مت کرو بالآخر ہم نے ایک دن جُدا ہونا ہی ہے .... شاید میرے باپ کو یہ خیال ہو کہ ترکِ دُنیا کے لئے میری عمر ابھی بہت چھوٹی ہے مگر بات یہ ہے کہ دھرم کے لئے کوئی وقت بھی بے موسم نہیں۔ موت ہر وقت میرے سامنے ہے مجھے کیا خبر کہ میری کتنی زندگی ہے"۔

(تلخیص از "بُدھ کے اعمال" مصنفہ اشوا گھوشا)

سائیس کو الوداع کرنے کے بعد مہاتما بُدھ نے سنیاسی لباس دھارن کیا۔ اور رہبانیت کے مختلف نظاموں اور ان کی عبادات و رسومات کا مطالعہ کیا۔ اور پھر خلوت کی تلاش میں دریائے نرنجنا کے کنارے ایک ویرانے میں داخل ہو گئے۔ یہاں پہلے ہی سے پانچ راہب موجود تھے۔ ان کے ساتھ مل کر آپ متواتر چھ سال تک ریاضت اور غیر طبعی مجاہدات شاقہ میں مشغول رہے۔ ان ریاضیاتِ شاقہ کے نتیجہ میں بجز اس کے کہ آپ کا خوبصورت جسم سوکھ کر کانٹا ہو گیا کوئی مفید نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ اور نہ ہی سکونِ قلب میسر آیا۔ اور جب رہبانیت کے اس تلخ تجربہ نے آپ پر منکشف کر دیا کہ ایک طرف جسم کو غیر طبعی حالتوں سے گذار کر حد درجہ باعزاز اور تنگ زدہ کرنا اور دوسری طرف دُنیوی عیش و عشرت میں پڑ کر ہوا و ہوس کا غلام بن جانا یہ دونوں ہی راستے دُرست نہیں ہیں۔ تو آپ نے ان دونوں کو ترک کر کے میانہ روی کا راستہ اختیار کرنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ سب سے پہلے اسنان کیا اور کھایا پیا اور پھر ایک پختہ ارادے کے ساتھ ایک درخت کے نیچے مراقبہ یعنی توجہ الی اللہ کی غرض سے آلتی پالتی مار کر بیٹھ گئے۔ مہاتما بُدھ نے اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کی طرح چلہ کشی کے اس انداز کو اختیار کر کے دُنیا پر ظاہر کر دیا کہ رہبانیت کا طریق نہ صرف یہ کہ حصولِ مقصد کے لئے مفید نہیں بلکہ انسانی وجود کو پامال کر دینے کا باعث ہے۔ مہاتما بدھ نے اسی طریق سے اللہ تعالیٰ سے لو لگائی یعنی عرفان الٰہی کو حاصل کیا اور بُدھ کہلائے۔

دھرم کا پرچار

مہاتما گوتم بُدھ کو جب دھرم کا گیان پراپت ہو گیا یوں کہیئے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو ماموریت کے مقام پر فائز فرما دیا تو آپ بنی نوع انسان کی اصلاح کی غرض سے سفر کا قصد کرتے ہوئے باہر نکلے۔ راستے میں ایک راہب سے جو دھرم کے اصول پر ثابت قدم تھا ملاقات ہوئی آپ نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا :۔

"میں بنی نوع انسان کو نجات دینے کا کام شروع کرنے کے لئے جا رہا ہوں۔ میں نے دُکھوں کا سمندر عبور کر لیا ہے اور اب میرا فرض ہے کہ دوسروں کو عبور کراؤں میں خود دولی میں [illegible] آزادی حاصل کر لی (باقی صفحہ نمبر ۲۵ پر)

یوگیراج شری کرشن جی مہاراج اور اُنکا پیغام

از مکرم خورشید احمد صاحب پربھاکر قادیان

آج سے تقریباً تین ہزار سال پہلے شمالی ہندوستان کی ایک ریاست متھرا میں یوگیراج شری کرشن جی مہاراج کا جنم ہوا۔ آپ کے والد وسودیو جی اور والدہ دیوکی جی دونوں آپ کے حقیقی ماموں راجہ کنس کی جیل میں قید و بند کی پرمصیبت زندگی گزار رہے تھے کیونکہ راجہ کنس کو نجومیوں نے بتا رکھا تھا کہ اسے اور اس کے تاج و تخت کو تباہ و برباد کرنے والا اس کی ہمشیرہ کا ہی ایک لختِ جگر ہوگا چنانچہ اسی خوف سے کنس نے اپنے بہنوئی اور بہن کو قید کر رکھا تھا اور اُن کے ہاں جو بچہ بھی پیدا ہوتا اُسے مروا دیا تھا شری کرشن جی مہاراج کی ولادت باسعادت سے قبل آپ کے سات بہن بھائی موت کے گھاٹ اتارے جا چکے تھے۔

شری کرشن جی مہاراج جیل کی اسی کال کوٹھری میں پیدا ہوئے ــــ پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق آپ کو راتوں رات بھری برسات میں جمنا کے اُس پار گوکل کے علاقہ میں "نند" نامی گوالے کے ہاں لے جایا گیا اور آپ کی جگہ نند کی نوزائیدہ معصوم بچی راجہ کنس کے ظلم کی ویدی پر بھینٹ چڑھا دی گئی۔

شری کرشن جی مہاراج "نند" اور "یشودھا" کے ہاں گوکل میں پروان چڑھے حتّٰی کہ جب کنس کی تباہی کا موعود وقت آ پہنچا تو اسی جنارون کرشن کے ذریعہ معصوموں کے خون سے رنگی ہوئی کنس کی بساطِ حکومت ہمیشہ کے لئے لپیٹ دی گئی اور اس کی جگہ عدل وانصاف کا راجیہ قائم کیا گیا۔

اس وقت ہستنا پور (موجودہ دلّی) کی حکومت کوروں اور پانڈوں میں تقسیم ہو چکی تھی دونوں فریقوں میں اختلافات رونما ہوئے، جو رفتہ رفتہ انتہائی نازک اور خطرناک صورت اختیار کر گئے۔ شری کرشن جی کی رشتہ داری چونکہ دونوں فریقوں سے تھی اس لئے آپ دونوں میں صُلح کرانے کی کوشش کرتے رہتے تھے مگر کوروں کا ظلم وستم اور ملک گیری کی ہوس بڑھتی ہی چلی گئی حتّٰی کہ انہوں نے پانڈوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کے لئے ایک طویل اور فیصلہ کُن جنگ کی تیاری شروع کر دی جو تاریخ میں جنگ مہابھارت کے نام سے موسوم ہے۔ پانڈو چونکہ مظلوم اور کمزور تھے اس لئے شری کرشن جی نے اس جنگ میں اُن کا ساتھ دیا چنانچہ اسی ہنگامۂ کارزار میں آپ کی وہ انقلاب خیز شخصیت اُبھر کر سامنے آئی جس نے نہ صرف اس مخصوص ماحول بلکہ ساری فضا پر مسلّط تاریکیوں کو دُور کر کے کائنات کو بقعۂ نور بنا دیا۔ شری کرشن جی نے میدانِ جنگ میں جو رُوح پرور امرت ارجن کو پلایا وہ شریمد بھگوت گیتا کے رُوپ میں موجود ہے

گیتا گیان

جس زمانے میں شری کرشن جی مہاراج اصلاحِ خلق کے لئے مبعوث ہوئے تھے اس زمانے کا سماج شرک و بُت پرستی اور بے شمار اخلاقی و رُوحانی امراض میں گرفتار تھا کئی قسم کی بد رسُومات نے مذہب کی جگہ لے رکھی تھی۔ باہمی نفرت چھوُا چھات اور فقدانِ مساوات کی وجہ سے سماج کا ایک بہت بڑا حصّہ نہ صرف غریبی کی سطح سے نیچے یاس و نا اُمیدی کی زندگی گزارنے پر مجبور تھا بلکہ انسانی پیکر حیوانات کا سا جیون بسر کر رہا تھا

توحید

ایسے حالات میں کہ شری کرشن جی نے واحد لاشریک، ازلی و ابدی، غیر متغیّر اور قادرِ مطلق خدا کا تصوّر پیش کرتے ہوئے فرمایا ہے

پرے غیب سے بھی ہے اک ذاتِ غیب
وہ ہستی فنا کا نہیں جس میں عیب
(گیتا 8/20)

کسی کی نہ کچھ بات باقی رہے
فقط اک وہی ذات باقی رہے
وہی ذات نورٌ علیٰ نور ہے
جو تاریکیوں سے بہت دُور ہے
(گیتا 13/17)

تو ملجا و ماوا اُسی کو بنا
اُسی ذات میں اپنی ہستی مٹا (گیتا 18/62)

گیتا کا پیش کردہ توحیدِ باری تعالیٰ کا یہ تصوّر بہت حد تک اسلام کے پیش فرمُودہ نظریۂ توحید سے مطابقت رکھتا ہے۔ قرآن کریم میں خداوند وحدہٗ لاشریک کا تصوّر یوں پیش کیا گیا ہے کہ

"اللہ اکیلا معبود ہے۔ اللہ اپنی ذات میں اکیلا ہے وہ کسی کا محتاج نہیں بلکہ سب اُس کے محتاج ہیں اُسے کسی نے نہیں جنا اور نہ اس نے کسی کو جنا ہے اور اس کا کوئی ہمسر نہیں ہے"۔ (سورہ اخلاص)

شریمد بھگوت گیتا نے فرمایا ہے کہ:-

"مَیں اجنما، اوناشی (سدا قائم بذات) اور مالک کائنات ہوں۔ تاہم اپنی پرکرتی کو اپنے ماتحت کر کے اپنی یوگ مایا سے ظہور پاتا ہوں"۔
(گیتا 4/6)

سُن ارجن نہیں کچھ بھی میرے سوا
نہ ہے مجھ سے بڑھ کر کوئی دُوسرا
پرو دیا ہے سب کچھ میرے تار میں
کہ ہیرے ہوں جیسے کسی ہار میں
(گیتا 7/7)

نجات

انسان چونکہ فطرتاً آسانی و آسائش، فلاح و بہبُود اور نجات چاہتا ہے اس لئے تمام مذاہب نے نجات پر زور دیا ہے۔ یوگیراج شری کرشن جی مہاراج کے زمانہ میں حصولِ نجات کے لئے کرم کانڈ، یگیہ، تپ، دان اور ریاضت جیسی بے شمار پیچیدہ رسُومات کی ادائیگی اپنی ذات میں ایک تکلیف مالا یطاق بن چکی تھی دُوسری طرف تینتیس کروڑ دیوی دیوتاؤں کی پُوجا اور اُن کی خوشنودی کے حصُول کے لئے مسلسل کوشش کے علاوہ ایک لاکھ چوراسی ہزار جُونوں کے مرن جنم کا چکّر ان سب نے انسان کو نہ صرف قنوطیت و مایُوسی کا شکار بنا رکھا تھا بلکہ رحمٰن اور دیالو خدا کی ہستی تک کا منکر بنا دیا تھا ایسے مایُوسی کے دور میں شری کرشن جی مہاراج نے مایوسی اور کاہلی کی شکار جنتا کے لئے یہ فرما کر بلا واسطہ نجات کا دروازہ کھول دیا کہ:-

"ہے ارجن! تیرا کرم کرنا، کھانا پینا ہون کرنا۔ یگیہ کرنا، دان دینا اور تپ کرنا سب کچھ میری رضا کی خاطر ہی ہونا چاہیئے (گیتا 9/27) ایسا کرنے سے تو مجھے پالے گا (گیتا 9/28)

(ترجمہ بابو لال چند جی وحستا جرنلسٹ ڈبل گولڈ میڈلسٹ امرتسر ص110 اور ہندی ترجمہ گیتا پریس گورکھ پور ص146)

چونکہ نجات ہر انسان کا پیدائشی حق ہے اس لئے بھگوت گیتا اور قرآنِ عظیم نے نجات کو کسی مخصوص طبقے کی اجارہ داری نہیں ٹھہرایا بلکہ عورت مرد اعلیٰ ادنیٰ حتّٰی کہ گنہ گار کو بھی نجات کا حقدار ٹھہرایا ہے جیسا کہ گیتا 9/30-32 میں آتا ہے کہ "اے ارجن! میری (خدا تعالیٰ کی) شرن آ کر ادنیٰ، عورت ویشیا، کنجری اور شودر سبھی اعلیٰ مقام موکش (مکتی) کو پا لیتے ہیں"۔ (ترجمہ بابو بھگوان داس بھارگو بشنشر بھگوت گیتا ص248) ؎

جو کرتے ہیں خالص عبادت مری
جو یکدل ہوں جی میں نہ رکھیں دوئی
کروں حاجتیں اُن کی پُوری تمام
وہ میری حفاظت میں ہوں صبح و شام
(گیتا 9/22)

قرآنِ پاک میں آیا ہے کہ:-

"جو کوئی ایمان کے مطابق اعمال بجا لائے گا، چاہے وہ مرد ہو چاہے عورت ہو وہ اور اس کے ہم مشرب لوگ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی جنّت میں داخل ہوں گے اور انہیں اس میں بغیر حساب کے انعامات دیئے جائیں گے"۔ (سورہ مومن ع 41)

شری کرشن جی مہاراج کا پیغام

؎ جب گھٹا چاروں طرف ہو وہم کی چھائی ہوئی
رُوح کی کشتی ہو بحرِ غم میں چکرائی ہوئی
کرشن کا پیغام دلکش ہے پیامِ زندگی
ہوتی ہے روشن اسی کوکب سے شامِ زندگی

شری کرشن جی مہاراج نے گیتا میں ایک غیر متبدّل اصول یہ بیان فرمایا ہے کہ جس طرح مادی دُنیا کے لئے قدرت نے نظامِ شمسی، سُورج چاند اور ستارے ظلمت و تاریکی کو دُور کرنے کے لئے ایک محکم نظام بنایا ہے جو ابتداء تخلیقِ عالم سے جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔ اسی طرح رُوحانی دُنیا کے واسطے بے دینی اور گمراہی کے ازالہ کے لئے سلسلۂ رسالت و خلافت جاری فرمایا ہے جو تخلیقِ آدم سے جاری ہوا اور قیامت تک چلتا چلا جائے گا جیسا کہ فرمایا:-

"مَیں ازل سے ہوں اور تو بھی ازل سے تھا۔ یہ راجے اور تمام خلقت ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گے (گیتا 2/12)

یعنی نوعِ انسان ابتداء سے چلی آ رہی ہے ان کی ہدایت کے لئے خُدا تعالیٰ نے ہمیشہ سے اوتار و نبیا سلسلۂ رسالت جاری

فرمایا ہوا ہے۔ جب بھی دُنیا میں بے دینی اور گراہی پھیل جاتی ہے۔ دھرم مٹ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ گیتا ۸-۷ کے مطابق "فرد کسی مہاپُرش کو بھیج دیتے ہیں"۔
(اخبار پرتاپ کرشن نمبر ۱۹۵۰ء)

جب جب ہوت دھرم کی ہانی
باڑھیں اُسرا دھم ابھیمانی
تب تب دھری ہری دِ وِدھ شریرا
ہرہیں کرپا ندھی سجن پیرا
(گیتا ۸-۷)

کلجگ اور ظہور بروزِ کرشن جی مہاراج

آج کلجگ کی بے دینی، گمراہی، ظلم و ستم اور ان کے خطرناک نتائج اپنے انتہائی عروج پر ہیں بھارت واسی اپنے چاروں طرف بداخلاقی، گراوٹ، کورپشن، سینہ زوری دھاندلی، بے انصافی اور دیگر بدعنوانیاں دیکھتے ہیں"..... اور بڑے دُکھے ہوئے دل سے کرشن جی کو پکارتے ہیں ؎

"اک بار پھر سے آجا گئو ئیں چرانے والے"
پرتاپ جالندھر ۳۰ راگست ۱۹۶۲ء)

جب سے دُنیا بنی ہے ایسا کبھی نہیں ہوا کہ خدا اور اس کے رسولوں کی باتیں غلط ثابت ہوئی ہوں۔ پہاڑ ٹل سکتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کے وعدے نہیں ٹل سکتے کیونکہ ؎

جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ میں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

اخبار ہند سماچار جالندھر نے ۲۳ راگست ۱۹۶۳ء صفحہ ۳ پر مزاحیہ کالم میں شری کرشن کے اوتار لینے کے بارے میں لکھا کہ:-

"میں جنم لینے کے لئے آ تو گیا ہوں لیکن بھارت کا ماحول مجھے کچھ بھایا نہیں.... بھارت کا سارا ہندوستان رَاکھشی سبھیتا کی دھارا میں بہہ رہا تھا.... اب اس ولیتی میں بیسیوں شراب کی بوتلوں، بازاری بزدلوں سفید مٹی کے برتنوں فلمی ایکٹروں، شرابیوں اور مہذب ویشیاؤں کے درمیان انسانی جامہ میں جنم لے کر کچھ نہیں کر سکتا جہاں لیڈروں میں پاکھنڈ، سادھوؤں میں پاکھنڈ، گرہستیوں میں پاکھنڈ، اساتذہ میں پاکھنڈ، ایسے بھارت میں جنم لے کر کیا سدھار کر سکتا ہوں میں دھرتی پر اُترا اور اب واپس کشیر ساگر جا رہا ہوں"۔

خوشخبری

حقیقت یہ ہے کہ شری کرشن جی اوّل کی امر بانی کلجگ میں بڑی آب و تاب سے پوری ہوئی اور بروزی رنگ میں ان کی خو بو اور اوصافِ حمیدہ سے متصف حضرت کرشن قادیانی علیہ السلام مبعوث ہوئے آپؑ نے فرمایا:-

"جیسا کہ خدا نے مجھے مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود کر کے بھیجا ہے ایسا ہی میں **ہندوؤں** کے لئے بطور اوتار کے ہوں... میں ان گناہوں کے دُور کرنے کے لئے جن سے زمین پُر ہو گئی جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں جو ہندو مذہب کے اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا یا یہ کہنا چاہیئے کہ رُوحانی حقیقت کی رُو سے وہی ہوں"۔ (لیکچر سیالکوٹ)

اسی طرح آپؑ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:-

"مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور میں اُس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے"۔
(کشتی نوح صفحہ ۵۶)

حضرت مولوی محمد دین صاحب [illegible] وفات پاگئے؟ (بقیہ صفحہ ۱۳)

طور پر زندہ رہے کوئی ان میں کوئی تکبّر نہیں تھا ایسا بچھا ہوا وجود تھا جو خدا کی راہ میں بِک کر چلتا تھا۔ ذکرِ الٰہی سے ہمیشہ آپ کی زبان تر رہتی آپ زندگی کے آخری سانس تک داعی الی اللہ رہے۔ بستر پر پڑا ہوا نیما ہر ایک۔ ایسا وجود تھا جو دُنیا کی نگاہ میں ناکارہ ہو چکا تھا مگر جیسا کہ میں نے پہلے تقریر میں بیان کیا تھا جب میں سے واپس آیا اور حضرت مولوی صاحب کی خدمت میں ملاقات کے لئے حاضر ہوا تو پہلی بات جو انہوں نے کی وہ یہ تھی کہ میں سپین کے مشن اور آپ کے دَورے کی کامیابی کے لئے مسلسل دُعائیں کرتا رہا ہوں۔ میں نے مولوی صاحب سے کہا کہ آپ کی دُعائیں مجھے پہنچتی رہیں اور میں اُن کو خدا تعالیٰ کی رحمت اور فضلوں کی صورت میں آسمان سے برستے ہوئے دیکھتا تھا کون جانتا ہے کہ کتنا بڑا حصہ مولوی صاحب کا تھا اس کامیابی میں جو اس سفر کو نصیب ہوئی"۔

ادارہ بدر حضرت مولوی صاحبؓ کی اندوہناک وفات پر جملہ پسماندگان کی خدمت میں اظہارِ تعزیت کرتے ہوئے بارگاہِ ربّ العزت میں دست بدعا ہے

مہاتما گوتم بدھ علیہ السلام — بقیہ صفحہ ۱۱

اور اب میرا فرض ہے کہ دُوسروں کو آزاد کردں"۔ (بُدھ کے اعمال مصنفہ اشوا گھوشا)

بالآخر مہاتما بُدھ کاشی کے قریب ہرن پار میں پہنچے جہاں ان پانچ راہبوں سے جو ابھی رہبانیت کے طریق پر ہی گامزن تھے ملے۔ جب انہوں نے مہاتما بُدھ کو اپنی طرف آتے دیکھا تو کہنے لگے کہ ہمارا دوست سدھارت ہے جس نے ریاضت چھوڑ کر تنعّم کی زندگی اختیار کر لی ہے۔ جب مہاتما جی اُن کے قریب پہنچے تو آپ نے انہیں مخاطب کر کے کہا:-

"تم یہ مت خیال کرو کہ وہ دنیوی لذّات کو پسند کرتا ہے اور عیش کی زندگی بسر کرتا ہے بلکہ اُس نے اعتدال کا راستہ معلوم کر لیا ہے۔ جو شخص مایا (دولت) کے بندھن سے آزاد نہیں ہُوا اس کو گوشت اور مچھلی سے پرہیز کرنا، ننگے بدن پھرنا سر منڈوانا، جٹا رکھنا، کمبل پہننا، راکھ ملنا، اگنی دیوتا کے لئے یگ کرنا اور جل میں کھڑا رہنا اور دیگر اس قسم کے پراشچت کے کام پاک نہیں بنا سکتے"۔
(بُدھ دیوجی کی سوانحعمری مؤلفہ شردھے پرکاش، حصہ دوم)

کچھ عرصہ کے بعد مہاتما بُدھ اپنے پتا شدھودن کے پاس کپل وستو تشریف لے گئے اپنے پتا کو راہِ حق کی تبلیغ کی اور انہیں اپنی معجزانہ طاقتیں بھی دکھلائیں راجا شدھودن بہت خوش ہوئے اور ایمان کی دولت سے مالا مال ہوئے اس کے بعد سلسلہ بیعت بڑھتا گیا اور بہت سے لوگ آپ کے دائرہ بیعت میں داخل ہو گئے۔

سفرِ آخرت

پینتالیس سال تک مہاتما گوتم بُدھ باقاعدہ اپنے مشن کی تبلیغ و اشاعت کے کاموں میں لگے رہے اور اپنے بہت سے متبعین کو پرچارک بنا کر دُور دراز علاقوں میں بھیجا۔ تبلیغِ حق کے فریضہ کو سرانجام دیتے ہوئے اپنی آخری عمر میں جب کُشی نگر پہنچے تو ایک دریا میں نہائے اور اپنے ایک شاگرد آنندا کو جو اس وقت آپ کا ہمسفر تھا حکم دیا کہ دو درختوں کے درمیان میرا بستر تیار کرو کیونکہ آج رات کے دوران میں میں نروانا میں داخل ہو جاؤں گا اور اپنے مولائے حقیقی سے جا ملوں گا۔ آنندا نے جب یہ الفاظ سُنے تو اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں، حکم کی تعمیل کی اور دُوسرے شاگردوں کو اس کی اطلاع دی جب کچھ شاگرد غمزدہ دل لے کر مہاتما بُدھ کے گرد جمع ہوئے تو آپ نے انہیں مخاطب ہو کر کہا کہ

"اس خوشی کے موقعہ پر غم کرنا مناسب نہیں۔ تمہاری مایوسی بالکل بے وجہ ہے تمہیں تسلی رکھنی چاہیئے اس انتہائی مقصد کو پانا بہت مشکل ہے اور میں نے کئی لمبے ادوار تک اس کے حصول کی کوشش کی ہے اور اب اس کے حصول کا وقت آگیا ہے جب یہ مقام حاصل ہو جاتا ہے تو نہ مٹی نہ پانی نہ ہوا نہ آگ نہ کوئی اور چیز اس ابدی خوشی میں خلل ڈالتی ہے۔ یہ ایک ایسا مقام ہے جو ظاہری حواس کے دائرے سے باہر ہے۔ یہ ایک ایسا سکون ہے جو چھینا نہیں جا سکتا۔ یہ سب سے اعلیٰ مقام ہے۔ تو پھر اس پر افسوس کے کیا معنی؟"

بالآخر نہایت سکون اور اطمینان کی حالت میں خدا کا برگزیدہ بندہ خدا سے جا ملا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ الغرض مہاتما گوتم بُدھ کی تعلیم، بنیادی اُصول اور دُنیا میں آپ کی شہرت اور مقبولیت وغیرہ ایسے اسباب ہیں جو ہمیں اس بات پر مجبور کرتے ہیں کہ آپ کو بھی خدا تعالیٰ کا ایک برگزیدہ انسان تسلیم کیا جائے اور اس اعتراف سے گریز یقیناً حق سے چشم پوشی ہو گی کہ مہاتما بُدھ علیہ السلام بھی دیگر نبیوں اور رشیوں اور نبیوں کی طرح اللہ تعالیٰ سے گیان اور معرفت حاصل کر کے بنی نوع انسان کی اصلاح کی غرض سے آئے تھے۔ ہزاروں ہزار درود و سلام ہو ہمارے سید و مولیٰ خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ آپ نے وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر کی عام منادی کر کے جہاں تمام انبیاء اور برگزیدہ رسولوں کی صداقت ثابت فرمادی وہاں اُمّت کو ان کے عزت و اکرام کو قائم رکھنے کی تلقین بھی فرمائی۔

[illegible] ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے محترم حضرت مولوی محمد دین صاحبؓ کو جنّاتِ نعیم میں اپنے آقا کا قُرب عطا فرمائے اور آپ کی المناک وفات سے جماعت میں جو عظیم خلا رُونما ہوا ہے اُسے اپنے فضلِ خاص سے پُر کرے

آمین اللّٰھم آمین

انتخاب زعماء مجالس انصار اللہ بھارت

جملہ مجالس انصار اللہ بھارت کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ ہر مجلس فوری طور پر اپنے زعیم کا انتخاب کرواکر دفتر انصار اللہ مرکزیہ سے منظوری حاصل کر لے۔
مہربانی فرماکر جملہ جماعتوں کے صدر صاحبان مبلغین و معلمین اور انسپکٹران کرام اس کی نگرانی فرمادیں اور اپنی اپنی جماعتوں میں جہاں مجالس انصار اللہ کا قیام ہو سکتا ہو مجالس کا قیام کر کے زعیم کا انتخاب کرواکر اُس کی رپورٹ دفتر مرکزیہ کو ارسال فرمائیں۔

نوٹ:۔ ہر منتخب شدہ زعیم و ناظم صوبہ اپنی مجلس عاملہ نامزد کر کے اُس کی منظوری حاصل کر لے۔

صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ قادیان

یوم والدین

جملہ مجالس ہائے اطفال الاحمدیہ بھارت مورخہ ۲۴ اپریل ۸۳ء بروز اتوار یوم والدین کی تقریب منعقد کریں جس میں اطفال کے علمی و ورزشی مقابلہ جات کروانے کے ساتھ ساتھ ایک خصوصی اجلاس منعقد کریں جس میں والدین کو مدعو کر کے انھیں بھی اطفال کے سلسلہ میں اُن کے فرائض کی طرف توجہ دلائی جائے۔ یوم والدین کی رپورٹ مرکز میں بھی ارسال فرمائیں۔

مہتمم اطفال الاحمدیہ مرکزیہ

درخواستہائے دعا

☆ــــ محترمہ سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالعظیم صاحب درویش قادیان مبلغ بارہ روپے اعانت بدر میں ادا کر کے اپنے بیٹے عزیز عبدالحفیظ ناصر کی بہتر ملازمت اور عزیز عبدالحلیم طاہر کو درپیش پریشانیوں کے ازالہ نیز محترمہ اعجاز فاطمہ صاحبہ نزیل شاہجہانپور کی کامل صحت و شفایابی کے لئے۔ ☆ــــ محترمہ حسن آرا خورشید صاحبہ بھاگلپور اپنی اور اپنے بچوں کی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے ☆ــــ محترمہ مطلوبہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم محمد شفیع صاحب درویش مرحوم اپنے داماد مکرم کریم بخش صاحب ساکن ربوہ جو عرصہ قریباً تین ماہ سے بیمار ہیں کی صحت و سلامتی کے لئے ☆ــــ مکرم منظور احمد خان صاحب ابن مکرم مبارک احمد خان صاحب کیرنگ نئی ملازمت ملنے کی خوشی میں مبلغ پانچ روپے اعانت بدر میں ادا کر کے اس ملازمت کے ہر جہت سے بابرکت ہونے کیلئے۔
☆ــــ عزیز میر سجاد احمد صاحب ابن مکرم ماسٹر میر عبدالقیوم صاحب چک امیرچھ (کشمیر) اپنی اور اپنے والدین کی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے۔ ☆ــــ مکرم ایس کے زبیر احمد صاحب کلکتہ سے مکرم بخش الٰہی صاحب سہگل کلکتہ اور اپنے بھائی مکرم بشیر احمد صاحب کی کامل صحت و شفایابی اور دینی و دنیوی ترقیات نیز بیٹی عزیزہ نبیلہ سلمہا کی صحت و سلامتی اور اچھے اسکول میں داخلہ ملنے کے لئے ☆ــــ محترمہ امۃ القیوم صاحبہ تاچر اڑیسہ اپنے بڑے بیٹے عزیز شکیل احمد کی اتوان فائینل آئی اے اور چھوٹے بیٹے عزیز خلیل احمد کی امتحان میٹرک میں نمایاں کامیابی کے لئے ☆ــــ محترمہ قدسیہ سلطانہ صاحبہ اہلیہ مکرم مزمل احمد خان صاحب بوکارو (بہار) اپنے بھائی عزیز طارق احمد کی امتحان میں نمایاں کامیابی نیز والد مکرم غلام محمود دہلی صاحب ۔ خسر مکرم آفتاب الدین خانصاحب، والدہ اور دادی محترمہ کی صحت و سلامتی اور خود کی پریشانیوں کے ازالہ کے لئے۔
☆ــــ مکرم عبدالحکیم صاحب سیکرٹری مال جماعت احمدیہ آسنور نزیل قادیان رقم طراز ہیں کہ مکرم غلام محمد صاحب ماگرے آسنور عرصہ تین ماہ سے بیمار ہیں۔ موصوف مختلف امراض میں مبلغ بیس روپے ادا کر کے اپنی کامل صحت و شفایابی کے لئے۔ ☆ــــ محترمہ حلیمہ بانو صاحبہ (کشمیر) اپنی دینی و دنیوی ترقیات اور رضائے الٰہی کے حصول کے لئے۔
☆ــــ مکرم شمیم احمد صاحب شمیم ساکن اورنہ گام (کشمیر) اپنی اور اپنے برادران مکرم جاوید احمد صاحب و مکرم پرویز احمد صاحب کی دینی و دنیوی ترقیات اور والدہ محترمہ کی کامل صحت و شفایابی کے لئے ☆ مکرم شیخ احمد صاحب شمنہ یادگیر بیمار ہیں کامل صحت و شفایابی کے لئے قارئین کی خدمت میں دُعا کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

ادائیگی زکوٰۃ اور عہدیداران جماعت کا فرض

زکوٰۃ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک اہم رُکن ہے جس کی ادائیگی کے لئے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت تاکیدی ارشاد فرمایا ہے۔ قرآن شریف میں جہاں جہاں نماز کو قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے وہاں زکوٰۃ کا بھی حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت کے اکثر دوست قرآن پاک کے اس حکم پر عمل پیرا ہیں اور بغیر کسی تحریک کے اپنی اس اہم ذمہ داری کو پورا کرتے ہیں۔
نظارت ہذا کی معلومات کے مطابق بعض احباب ایسے بھی ہیں کہ جن پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے لیکن مسائل زکوٰۃ سے عدم واقفیت کے باعث اس اہم دینی فریضہ کی ادائیگی کی طرف کماحقہٗ توجہ نہیں کی جارہی ہے۔ لہٰذا عہدیداران جماعت سے درخواست ہے کہ وہ مقامی طور پر صاحب نصاب افراد کا جائزہ لیں اور زکوٰۃ واجب ہونے کے باوجود ادائیگی نہ کرنے والے دوستوں سے زکوٰۃ کی آمد مرکز میں بھجوانے کا انتظام کر کے ممنون فرمادیں۔
مسائل زکوٰۃ سے متعلق نظارت ہذا کی طرف سے ایک رسالہ چھپوا کر تمام جماعتوں کو بھجوایا جاچکا ہے۔ اگر کسی جماعت یا کسی دوست کو ضرورت ہو تو کارڈ آنے پر رسالہ ارسال کر دیا جائے گا۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

صدر انجمن احمدیہ قادیان کا مالی سال قریب الاختتام ہے

جیسا کہ احباب جماعت کو علم ہے کہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کا موجودہ مالی سال آخر اپریل ۸۳ء تک ختم ہو رہا ہے۔ ایک سرسری جائزہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض جماعتوں کے ذمہ لازمی چندہ جات (حصہ آمد۔ چندہ عام۔ چندہ جلسہ سالانہ) کی اُن کے ذمہ بجٹ کے بالمقابل ادائیگی میں کافی کمی ہے جس کی ادائیگی کی طرف فرداً فرداً ہر جماعت کے صدر صاحب اور سیکرٹری مال کی خدمت میں لکھا جا رہا ہے۔ بذریعہ سرکلر ہذا جملہ افراد جماعت اور عہدیداران مال کی خدمت میں خصوصیت کے ساتھ اپنے ذمہ بقایا جات کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ اس درخواست کے ساتھ کہ وہ براہ مہربانی اپنے ذمہ چندہ جات کی رقوم مالی سال ختم ہونے سے پہلے ادا کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔ سیکرٹریان مال ایسی رقوم ۳۰ اپریل ۸۳ء سے پہلے پہلے مرکز میں بھجوا کر ممنون فرماویں۔
سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ایک موقعہ پر جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ہے:۔
"یہ درست ہے کہ قحط اور مہنگائی کے دن ہیں۔ اور اخراجات بہت بڑھ گئے ہیں۔ لیکن یہ بھی تو ایسا ہی درست ہے کہ ایسے ایام میں مرکز کے اخراجات بھی بجٹ سے بڑھ جانے ضروری ہیں۔ لیکن اگر بجٹ سے بھی آمد کم ہو جائے تو آپ سمجھ لیں کہ کام کرنے والوں کی تکلیف کتنی بڑھ جائے گی۔ مخلص اور غیر مخلص میں یہی فرق ہوتا ہے۔ غیر مخلص تنگی کے وقت گھبرا جاتا ہے اور نہیں جانتا کہ اُسے کیا کرنا چاہیئے۔ اور مخلص یہ کہتا ہے کہ کچھ تنگی خدا نے بھیجی ہے اور کچھ میں اپنے اوپر خوشی سے وارد کر لیتا ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے اور وہ میری تنگیوں کو دُور کر دے۔ پس مخلص بنیں اور قربانیوں میں اور بھی زیادہ بڑھیں۔ اور مرکزی چندوں کو بجائے کم کرنے کے زیادہ کریں۔ تا اللہ تعالیٰ کی برکتیں نازل ہوں اور سلسلہ کے کام نہ رُکیں۔ اور سلسلہ کا کام آپ نہ کریں گے تو کون کرے گا۔ میں دیکھتا ہوں کہ بعض لوگ اِس قحط کے دنوں میں آگے سے بھی زیادہ قربانیاں کر رہے ہیں۔ جو کچھ وہ کر سکتے ہیں آپ بھی کر سکتے ہیں اخلاص اور ایمان کے طریقے سیکھو اور دین کی خدمت کر کے خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہو۔ آمین۔" (بدر ۱۴ اکتوبر ۱۹۵۳ء)
حضرت مصلح موعودؓ کا مندرجہ بالا ارشاد مزید کسی تشریح کا محتاج نہیں ہے۔ مبارک ہیں وہ مخلصین جماعت جو ایسے مشکل حالات میں بھی اپنی مالی قربانیوں کے معیار کو بلند رکھتے ہیں اور اپنی آمد پر اپنے ذمہ لازمی چندہ (حصہ آمد۔ چندہ عام۔ جلسہ سالانہ) کو باشرح سو فیصدی ادا کر کے اللہ تعالیٰ کے فضلوں۔ انعامات اور برکات سے حصہ پاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ناظر بیت المال آمد قادیان

بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ـــــ بقیہ صفحہ (۵)

اور حقیر تھی۔ آپ نے طبقۂ نسواں کو ذلت کی حالت سے نکال کر عزت کے مقام پر پہنچایا۔ معاشرتی لحاظ سے عورتوں کے حقوق کو سب سے پہلے تسلیم کرانے والے ہمارے پیارے نبی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ نے یہ تعلیم دی کہ وَلَھُنَّ مِثْلُ الَّذِی عَلَیْھِنَّ (البقرہ: ۲۲۹) یعنی جس طرح خاوندوں کے بعض حقوق بیویوں کے ذمہ ہیں اسی طرح بیویوں کے بعض حقوق خاوندوں کے ذمہ ہیں۔ اور فرمایا: وَعَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (نساء: ۲۰) اے مسلمانو! اپنی بیویوں کے ساتھ نیک سلوک کیا کرو۔ اور تاکید فرمائی کہ خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ وَاَنَا خَیْرُکُمْ لِاَھْلِی (بخاری کتاب النکاح) تم میں سے خدا کے نزدیک بہترین وہ شخص ہے جو اپنے اہل کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے میں سب سے بہتر ہے۔ اور میں تم سب میں اپنی بیویوں کے ساتھ بہتر سلوک کرنے والا ہوں۔ پھر آپ نے تمدن میں بھی عورت کو وہی حقوق عطا فرمائے جو مرد کو حاصل ہیں۔ وہ وراثت میں اپنے باپ۔ خاوند اور بیٹے کے مال کی حقدار ہے۔ عورت کو اپنے مال کا مالک اور اس کا مختارِ کل آپ نے قرار دیا۔ اور روحانی اعتبار سے بھی آپ نے عورتوں اور مردوں میں مساوات قائم فرمادی کہ جس طرح ایک مرد مقربِ بارگاہِ الٰہی ہو سکتا ہے اسی طرح عورت بھی قربِ الٰہی کے مراتب حاصل کر سکتی ہے۔ (آل عمران: ۱۹۶)

حرفِ آخر پس حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات تمام بنی نوعِ انسان کے لئے ایک عظیم رحمت ہے۔ آپ کی ان بیش بہا تعلیمات اور اسوۂ حسنہ کو اگر آج کی مہذب دنیا اپنانے کی کوشش کرے تو آج ہماری دنیا گہوارۂ امن بن سکتی ہے۔ دنیا کے پیچیدہ نظر آنے والے تمام مسائل نہایت آسانی سے حل ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ مشہور برطانوی مفکر جارج برنارڈ شا نے کیا ہی خوب لکھا ہے کہ:-

"He must be called the saviour of humanity. I believe, if a man like him were to assume the dictatorship of modern world, he would succeed in solving its problems in a way that would bring it the much needed peace and happiness."

(On Getting Married)

یعنی محمد (صلعم) کو انسانیت کا نجات دہندہ کہنا چاہیئے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر اس جیسے شخص کو اس زمانہ میں متمدن دنیا کی ڈکٹیٹرشپ سونپ دی جائے تو وہ اس کی بہت سی مشکلات کو ایسے طریق سے حل کرنے میں کامیاب ہو جائے گا جو اسے امن و شادمانی دے سکے گا۔

وِلادتیں

(۱) اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل اور بزرگانِ سلسلہ کی دعاؤں کے طفیل خاکسار کو دو بچیوں کے بعد بتاریخ ۲۳/۲/۸۳ پہلا بچہ عطا فرمایا ہے۔ جس کا نام "مالک رنگین ادریس" رکھا گیا ہے۔

خاکسار چوہدری محمد ادریس نبیرہ حضرت محمد دین صاحب یکے از اصحاب احمد۔ مقیم ویلڈ اسٹا، جارجیا (امریکہ)

(۲) مورخہ ۲۱/۳/۸۳ کی شام خاکسار کی چھوٹی بیٹی عزیزہ بشریٰ بیگم اہلیہ عزیز ریاض الدین صاحب کو اللہ تعالیٰ نے دوسرا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ جس کا نام محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے ازراہِ شفقت "آفتاب الدین" تجویز فرمایا ہے۔ نومولود مکرم رضوان الدین صاحب آف کلکتہ کا پوتا ہے۔

خاکسار (مستری) دین محمد منگلی درویش قادیان۔

(۳) مکرم صدیق احمد صاحب ساکن الانلور (کیرلہ) حال مقیم بمبئی کو اللہ تعالیٰ نے ۲/۳/۸۳ء کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے بچے کا نام "الیاس احمد" تجویز فرمایا ہے۔

(۴) مکرم داؤد احمد صاحب ابن مکرم مولوی محمد سمیع اللہ صاحب مقیم دبئی کو اللہ تعالیٰ نے پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ بچے کا نام "سمیر احمد طارق" تجویز کیا گیا اور ۲/۳/۸۳ء کو قادیان اور بمبئی میں عقیقہ کیا گیا۔ نومولود مکرم مولوی سید یوسف احمد صاحب مرحوم بھاگلپور کا نواسہ ہے۔

نومولودین کے نیک، صالح اور خادمِ دین ہونے نیز درازیٔ عمر اور بلندیٔ اقبال کے لئے قارئین سے دعا کی درخواست ہے ـــــ (ادارہ)

اِرشادِ نبوی ؐ

اَلْمُؤْمِنُ الَّذِی یُخَالِطُ النَّاسَ وَیَصْبِرُ عَلٰی اَذَاھُمْ (ابن ماجہ)

ترجمہ:- مومن وہ ہے جو لوگوں سے میل جول رکھے اور اُن کی ایذاء دہی پر صبر کرے۔

مُحتاجِ دُعا:- یکے از اراکین جماعتِ احمدیہ بمبئی (مہاراشٹر)

ملفوظات حضرت مسیح پاک علیہ السلام

- بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو، نہ اُن کی تحقیر۔
- عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو، نہ خود نمائی سے اُن کی تذلیل۔
- امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو، نہ خود پسندی سے ان پر تکبر۔

(از کشتی نوح)

M.MOOSA RAZA SAHEB & SONS.
NO. 6, ALBERT VICTOR ROAD, FORT.
GRAM:- MOOSA RAZA
PHONE:- 605558.
BANGALORE - 2.

"قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے۔" (ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۳۱)

فون نمبر ۴۲۹۱۶ — ٹیلیگرام: سٹار بون

سٹار بون مل اینڈ فرٹیلائزر کمپنی

سپلائرز:- کرشڈ بون۔ بون میل۔ بون سینیوس۔ ہارن ہوفس وغیرہ۔

(پتہ)

نمبر ۲/۴/۲۴۰ عقب کاچی گوڑہ ریلوے سٹیشن۔ حیدر آباد ۲۷ (آندھرا پردیش)

اَفضلُ الذِّکرِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

(حدیث نبوی صلے اللہ علیہ وسلّم)

منجانب :- ماڈرن شو کمپنی ۶/۵/۳۱ لوئر چیت پور روڈ کلکتہ ۷۳

MODERN SHOE CO.

31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD.

PH. 275475
RESI. 273903 } CALCUTTA - 700073.

اَلخَیرُ کُلُّہٗ فِی القُراٰن

"ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے۔"

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

THE JANTA PHONE 23-9302

CARDBOARD BOX MFG. CO.

MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD.
CARRUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS.
15, PRINCEP STREET, CALCUTTA - 700072.

"چاہیئے کہ تمہارے اعمال تمہارے احمدی ہونے پر گواہی دیں"

(ملفوظات حضرت مسیح پاک علیہ السّلام)

منجانب :- تپسیا ربر ورکس
۴۸ تپسیا روڈ کلکتہ ۳۹

"میں وہی ہوں

جو وقت پر اصلاحِ خلق کے لئے بھیجا گیا۔"

(فتح اسلام صفحہ تصنیف حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام)

(پیش کش)

لبرٹی بون مل

نمبر ۵۰-۲-۱۸
فلک نما
حیدر آباد - ۵۰۰۲۵۳

پیشکش :- سن رائز ربر پروڈکٹس ۲ تپسیا روڈ کلکتہ ۳۹

SUNRISE RUBBER PRODUCTS.

2 - TOPSIA ROAD, CALCUTTA - 39.

"AUTOCENTRE" تار کا پتہ :-
23-5222
23-1652 } ٹیلیفون نمبر

آٹو ٹریڈرز

۱۶ مینگو لین کلکتہ - ۷۰۰۰۰۱

HM ہندوستان موٹرز لمیٹڈ کے منظور شدہ تقسیم کار HM
برائے :- ایمبسڈر • بیڈفورڈ • ٹریکر
SKF بال اور رولر ٹیپر بیرنگ کے ڈسٹری بیوٹر
ہر قسم کی ڈیزل اور پٹرول کاروں اور ٹرکوں کے اصلی پرزہ جات دستیاب ہیں!

AUTO TRADERS,

16 - MANGOE LANE, CALCUTTA - 700001.

REGD. No. P/GDP-3 PHONE No. 35
THE WEEKLY BADR QADIAN-143516
7th. APRIL 1983 PRICE Rs. 1/25

Printed At : Rama Art Press, Town Hall, Amritsar